تنظیم اسلامی کا ترجمان

02

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

18 تا 24 جمادیٰ الاولیٰ 1441ھ/ 14 تا 20 جنوری 2020ء

’’عام الحزن‘‘ اور طائف کا سفر

دس نبوی تک حضور ﷺ پر کسی نے دست درازی نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کو اپنے خاندان بنو ہاشم کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اگرچہ بنو ہاشم سب ایمان نہیں لائے تھے‘ بلکہ ان میں ابولہب جیسے بدترین دشمن بھی تھے‘ لیکن بنو ہاشم کے سردار ابو طالب تھے اور وہ حضور ﷺ کو تحفظ فراہم کر رہے تھے۔ قبائلی نظام میں قبیلے کا سردار جس کسی کو تحفظ دے دیتا‘ پورا قبیلہ اس کے پیچھے ہوتا۔ لہٰذا اگر شعب بنی ہاشم میں تین سال کی نظر بندی ہوئی ہے تو پورا خاندانِ بنی ہاشم اس میں شریک تھا‘ صرف مسلمان محصور نہیں تھے۔ ابو طالب سے کفارِ مکہ کا مطالبہ تھا کہ وہ محمد (ﷺ) کی پشت پناہی چھوڑ دیں تاکہ ہم ان سے نمٹ سکیں‘ لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ سن ۱۰ نبوی میں ابو طالب کا انتقال ہو گیا‘ اسی سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضور ﷺ جب باہر سے تھکے ہوئے گھر آتے‘ طبیعت میں انقباض ہوتا کہ آج فلاں شخص نے پاگل کہہ دیا‘ فلاں نے ساحر کہہ دیا‘ تو گھر میں ایک دلجوئی کرنے والی وفا شعار شریکۂ حیات تو موجود تھی‘ وہ بھی اللہ نے اٹھا لی۔ ابو طالب خاندانی طور پر ساتھ دے رہے تھے‘ ان کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ اس سال کو آپ ﷺ نے ’’عام الحزن‘‘ کا نام دیا کہ یہ ہمارے لیے غم کا سال ہے۔ ابو طالب کے انتقال سے آپ ﷺ کو جو خاندانی تحفظ حاصل تھا وہ ختم ہو گیا۔ لہٰذا اب دار الندوہ میں فیصلہ ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا جائے۔ مشورہ یہ ہوا کہ کوئی ایک آدمی قتل نہ کرے‘ ورنہ اس کے خلاف پورا خاندانِ بنو ہاشم کھڑا ہو جائے گا‘ بلکہ اس مقصد کے لیے تمام قبیلوں سے نوجوانوں کو چنا جائے جو بیک وقت جا کر حملہ کریں تاکہ یہ معلوم کرنا مشکل ہو جائے کہ کس نے قتل کیا ہے۔ مکہ کی سرزمین تنگ ہوتی نظر آئی تو آپ ﷺ نے طائف کا سفر اختیار کیا کہ شاید وہاں کوئی امیر یا کوئی سردار ایمان لے آئے تو میں اپنا مرکز وہاں منتقل کر دوں۔ وہاں حضور ﷺ کے ساتھ تین دنوں میں جو کچھ بیتی‘ وہ مکہ میں دس سال میں نہیں بیتی تھی۔ آپ ﷺ پر پتھراؤ ہوا‘ شدید ترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور جسم اطہر خون سے لہولہان ہوا۔

رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

دانشمندانہ جنگ

معرفت خداوندی کا حصول

کوالالمپور سمٹ بمقابلہ او آئی سی

فرنگی مدنیت کے فتوحات

اخلاق کی اہمیت

مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور کا سالانہ اجلاس

انسان کی شخصیت اور اس کا آئیڈیل
ایک دوسرے کی پہچان

سُورَۃُ الْحَجّ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیت : 73

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

منتخب نصاب کے چوتھے حصے کا پہلا درس سورۃ الحج کے اس رکوع پر مشتمل ہے۔اس میں قرآنی دعوت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بیان فرمایا گیا ہے۔یعنی ایک دعوتِ عمومی اور دوسری دعوتِ خصوصی۔ قرآن کی عمومی دعوت دراصل ایمان کی دعوت ہے۔اس کے بعد خصوصی دعوت کا درجہ ہے۔ جو لوگ دعوتِ ایمان کو قبول کریں گے انہیں دعوتِ عمل کے ذریعے ایمان کے تقاضے پورے کرنے کی ضرورت واہمیت سے آگاہ کیا جائے گا۔

آیت ۷۳ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ﴾ ''اے لوگو!ایک مثال بیان کی جاتی ہے پس اسے ذرا توجہ سے سنو!''

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ﴾ ''یقیناً (تمہارے وہ معبود) جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی تخلیق نہیں کر سکتے اگر چہ وہ سب اس کے لیے اکٹھے ہو جائیں۔''

چونکہ اس کے مخاطبِ اوّل مکہ کے بت پرست تھے اس لیے انہیں شعور دلانے کے لیے ان کے بتوں کی مثال دی گئی ہے کہ خانہ کعبہ میں سجائے گئے تمہارے یہ تین سو ساٹھ بت مل کر بھی کوشش کر لیں تب بھی ایک مکھی تک نہیں بنا سکتے۔

﴿وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ﴾ ''اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو یہ اس سے وہ چیز چھڑا نہیں سکتے۔''

یعنی مکھی کو تخلیق کرنا تو بہت دور کی بات ہے' اگر کوئی مکھی ان کے سامنے پڑے ہوئے حلووں مانڈوں میں سے کچھ لے اڑے تو اس سے وہ چیز واپس بھی نہیں لے سکتے۔

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳﴾ ''کس قدر کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی!''

اس مضمون پر یہ جملہ اس قدر جامع ہے کہ قرآن مجید کے نظریۂ توحید کا عملی لُبِ لباب ان تین الفاظ میں سما گیا ہے۔انسان کی شخصیت اور اس کا آئیڈیل آپس میں ایک دوسرے کی پہچان کے لیے معیار اور کسوٹی فراہم کرتے ہیں۔کسی انسان کا معیار اس کے آئیڈیل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر کسی انسان کا آئیڈیل گھٹیا ہے تو لازماً وہ انسان خود بھی اسی سطح پر ہوگا اور اگر کسی کا آئیڈیل اعلیٰ ہوگا تو وہ خود بھی اعلیٰ شخصیت کا مالک ہوگا۔جس طالب کا مطلوب اور آئیڈیل ایک ایسا بے جان مجسمہ ہے جو اپنے اوپر سے ایک مکھی تک کو نہیں اڑا سکتا' اس کی اپنی شخصیت کا کیا حال ہوگا۔

فرمان نبویؐ

اللہ کی راہ میں جہاد

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اس حال میں انتقال کیا کہ نہ تو کبھی جہاد میں عملی حصہ لیا اور نہ کبھی جہاد کا سوچا (یعنی نہ اس کی نیت کی) تو اس کا ایک قسم کی منافقت کی حالت میں انتقال ہوا۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ایمانِ صادق کے لوازم میں سے ہے' اور سچے پکے مؤمن وہی ہیں جن کی زندگی اور جن کے اعمالنامہ میں جہاد بھی ہو (اگر عملی جہاد نہ ہو تو کم از کم اس کا جذبہ اور اس کی نیت اور تمنا ضرور ہو) پس جو شخص دنیا سے اس حال میں گیا کہ نہ تو اس نے جہاد میں عملی حصہ لیا اور نہ جہاد کی نیت اور تمنا ہی کبھی کی تو وہ ''مؤمن صادق'' کی حالت میں دنیا سے نہیں گیا بلکہ ایک درجہ کی منافقت کی حالت میں گیا۔بس یہی اس حدیث کا پیغام اور مدعا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

دانشمندانہ جنگ

امریکہ ایران تنازع کو صحیح تناظر میں سمجھنے کے لیے دونوں ممالک کی تاریخ پر سرسری نگاہ ڈالنا مفید رہے گا۔ آج کے امریکیوں کی غالب اکثریت اُن بدکردار اور معاشرے میں ناپسندیدہ لوگوں کی اولاد ہے جنہیں یورپ اور خاص طور پر برطانیہ سے ملک بدر کیا گیا تھا۔ اُنھوں نے مقامی ریڈانڈین سے جو سلوک کیا وہ انسانی تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ چند دہائیاں پہلے تک امریکہ کے بعض ریستوران کے باہر یہ لکھا ہوتا تھا: Blacks and Dogs are not Allowed۔ انسانیت کے احترام کے حوالے سے امریکی معاشرہ کو سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ جہاں تک ایران کا تعلق ہے وہ قبل از اسلام سپر پاور تھا۔ ایرانی قومیت ان کا سب سے بڑا فخر تھا۔ مسلمانوں نے ایران فتح کیا، ایران کو شکست ہوئی، ایرانیوں کی غالب اکثریت مسلمان ہوگئی لیکن سچی بات یہ ہے کہ ایرانیت مفتوح نہ ہوئی۔ بدقسمتی سے اسلام قبول کرنے کے باوجود ایرانیت آج بھی ایرانیوں کے دلوں میں بستی ہے۔ محمد رضا شاہ پہلوی نے ڈھائی ہزار سالہ جشن منا کر اپنی شہنشاہیت کو بھی ایرانیت سے جوڑا تھا تاکہ بادشاہت کو تقدس حاصل ہوجائے۔ ایران کی ماضی قریب کی تاریخ یہ ہے کہ رضا شاہ پہلوی نے احمد شاہ قاجار سے تخت چھین کر ایران سے قاچار عہد کا خاتمہ کیا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب برطانیہ کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ ایران میں بھی برطانوی اثر ورسوخ ناقابل دفاع تھا۔ انگریزوں نے رضا شاہ پہلوی کو سبکدوش کر کے اُس کے بیٹے محمد رضا شاہ پہلوی کو تخت نشین کر دیا۔ 1951ء میں ڈاکٹر صادق نے محمد رضا شاہ پہلوی کو ملک بدر کر کے خود اقتدار سنبھال لیا۔ لیکن امریکہ اور برطانیہ نے 1953ء میں پھر محمد رضا شاہ پہلوی کو تخت نشین کر دیا۔

1945ء میں جنگ عظیم دوم کے خاتمے پر دنیا میں امریکہ اور سوویت یونین دو سپر پاورز اُبھر کر سامنے آئیں۔ امریکہ سپریم پاور یعنی واحد سپر پاور بننا چاہتا تھا اور یہودی اُس کی پشت پر تھے۔ اب فرنگ کی بجائے امریکہ کی جان پنجۂ یہود میں آ گئی اور اِس پنجہ کی گرفت اب ناقابل بیان حد تک مضبوط ہو چکی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ کے دو اہداف تھے: اوّلین کمیونزم اور دوئم اسلام۔ کمیونزم کو پہلے اس لیے نشانہ بنایا گیا کیونکہ اِس نظام کے علمبردار ہونے کی دعوے دار ایک سپر پاور تھی۔ کمیونزم چونکہ ایک بے خدا اور مذہب دشمن نظام تھا لہٰذا اِسے ختم کرنے کے لیے اسلام کے دعوے داروں کی مدد حاصل کی گئی۔ دنیا بھر سے جہادیوں کو اکٹھا کر کے افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جنگ میں جھونک دیا گیا۔ امریکہ کے صرف مالی وسائل استعمال ہوئے اور وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ بن گیا۔ امریکہ جب سوویت یونین کے خلاف مسلمان ممالک کی مدد حاصل کر رہا تھا تو ساتھ ساتھ اگلے مرحلے میں عالم اسلام سے نمٹنے کی بھی خفیہ تیاریاں کر رہا تھا۔ محمد رضا شاہ پہلوی جسے امریکہ نے ایشیا میں اپنا پولیس مین بنایا ہوا تھا، اُس کے خلاف آیت اللہ خمینی کے انقلاب

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

18 تا 24 جمادی الاولیٰ 1441ھ جلد 29
14 تا 20 جنوری 2020ء شمارہ 02

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کی در پردہ مدد کی۔ مسلمان ممالک چونکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے اور معدنی دولت سے بھی مالا مال تھے لہٰذا اُن کے خلاف کوئی فیصلہ کن قدم اُٹھانے اور باقاعدہ جنگ میں ملوث ہونے سے پہلے مسلمانوں کو باہم لڑانے کا فیصلہ کیا گیا۔ محمد رضا شاہ پہلوی چونکہ ایک سیکولر حکمران تھا لہٰذا اُسے مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ممالک خاص طور پر سعودی عرب سے لڑا کر مسلمانوں میں مذہبی انتشار اور فرقہ واریت کی جنگ نہیں بھڑکائی جاسکتی تھی اس کے لیے لازم تھا کہ ایران میں بھی مذہبی حکومت ہو۔ اِسی نقطۂ نظر سے محمد رضا شاہ پہلوی کے مقابلے میں آیت اللہ خمینی کے انقلاب کی مدد کی گئی۔ سعودی عرب سے دوستی اور ایران سے دشمنی کا ڈرامہ رچایا گیا۔ ہماری رائے میں امریکہ نہ سعودی عرب کا حقیقی دوست ہے، نہ ایران کا اصلی اور عملی دشمن ہے۔ امریکہ نے اِس پالیسی سے ایک طرف دو اسلامی ممالک کی دشمنی کو خوب ہوا دی اور دوسری طرف ایران کا ڈراوا دے کر سعودی عرب کو اسلحہ بیچ کر خوب لوٹا۔ اِس وقت بھی امریکہ کی سب سے بڑی انڈسٹری وار انڈسٹری ہے۔

بدقسمتی سے سعودی عرب اور ایران امریکہ کی اس دوغلی پالیسی کو سمجھ نہ سکے۔ دونوں نے پہلے ایک دوسرے کے خلاف بیانات سے گولہ باری کی۔ پھر ایک دوسرے کے خلاف دوسرے اسلامی ممالک میں پراکسی وار شروع کر دی۔ پھر یمن اور شام میں گولہ اور بارود سے ایک دوسرے کے خلاف خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کا ایران سے کوئی جھگڑا نہیں سوائے اس کے کہ امریکہ کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھنے والا اسرائیل ایران کو نہ صرف ایٹمی ملک کے طور پر نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ اُسے طاقتور ایران بھی گوارا نہیں۔ امریکہ اور اسرائیل یہ چاہتے ہیں کہ پہلے مشرقِ وسطیٰ کی مسلمان ریاستوں کے مزید حصے بخرے کیے جائیں پھر ایران سے نمٹا جائے۔ اُس کا ثبوت یہ ہے کہ امریکہ نے 1945ء سے لے کر آج تک جتنے بھی ممالک کو تباہ و برباد کیا ہے اُن میں سے کسی کو بھی اتنی دھمکیاں نہ دیں تھیں جتنی ایران کو دی ہیں۔ لیکن عملاً ایران کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اُٹھایا اور کبھی ایرانی حدود میں کوئی جنگی کارروائی نہیں کی بلکہ ایران کی دھمکیوں اور اُن کے لیڈروں کی سخت زبان کو برداشت بھی کیا۔ جہاں تک حالیہ امریکہ ایران تنازعہ کا تعلق ہے جسے جنگ کہنا مذاق ہوگا۔ ہماری رائے میں یہ بھی نورا کشتی تھی۔ قاسم سلیمانی کی موت پر ایران نے بہت واویلا کیا امریکہ کو خوب دھمکیاں دیں، دونوں طرف سے انتہائی خوفناک حالات پیدا کر دیے گئے۔ ایران نے قم کی مسجد جمکران پر سرخ جھنڈا لہرایا لیکن عملاً ہوا کیا؟ چند دن بعد ایران نے چند میزائل عراق میں امریکی اڈوں پر فائر کیے جن کی فائر کرتے وقت تو وڈیو دکھائی گئی لیکن جہاں گرے، وہاں کی وڈیو نہ دکھائی گئی، نہ کوئی ہلاکتیں دکھائی گئیں۔ پہلے دن دعویٰ کیا کہ ہم نے جوابی حملے میں اسّی (80) فوجی ہلاک کر دیے ہیں۔ دوسرے دن کہہ دیا کہ فوجی مارنا ہمارا مقصد ہی نہ تھا۔

قارئین نوٹ کریں کہ جوابی حملے کے بعد امریکہ نے کس طرح ایران کو مذاکرات کے لیے محبت بھرا پیغام بھیجا اور غیر مشروط مذاکرات کی دعوت دی ہے۔ کیا واحد سپریم پاور آف دی ورلڈ جوابی حملے کے بعد ایران سے خوف زدہ ہوگئی ہے؟ ہرگز نہیں یہ مستقبل کی خوفناک منصوبہ بندی کا حصہ ہے یعنی پہلے مشرقِ وسطیٰ پھر ایران سے نمٹا جائے۔ اسی لیے فی الحال ایران سے بلی چوہے کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ خطے میں ایسی صورتِ حال پیدا کر دی جائے کہ سعودی عرب اور ایران پراکسی وار کی بجائے کھلم کھلا براہِ راست ایک دوسرے کے خلاف جنگ شروع کر دیں تاکہ معمولی سا خطرہ مول لیے بغیر گریٹر اسرائیل کا راستہ صاف ہو جائے۔ اگر ایران اپنی عسکری قوت کی بناء پر عربوں پر فتح حاصل کر لے جیسی کہ توقع ہے تو اسرائیل کو مشرقِ وسطیٰ میں واک اوور مل جائے گا۔ تب ایران کے خلاف حقیقی اور فیصلہ کن جنگ کی جائے گی، اُس وقت تک یہ فریب، یہ ڈرامے جاری رہیں گے۔ امریکہ نے جس قاسم سلیمانی کو ہلاک کیا ہے وہ اگرچہ بے شمار مسلمانوں کا قاتل تھا، وہ اینٹی پاکستان ذہن رکھتا تھا، وہ پاکستان کو دھمکیاں دیتا رہتا تھا اور پاکستان میں تربیتی کیمپوں سے جنگجو تیار کر کے شام وغیرہ بھیجتا تھا۔ لیکن آرامکو پر حملے کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی رونما ہوئی۔ سعودی عرب نے ایران کو موردِ الزام ٹھہرانے سے انکار کر دیا بلکہ ایران کے حکام کو مذاکرات کے لیے خط لکھا تو جواب میں ایران نے قاسم سلیمانی کو شام اور پھر عراق بھیجا تاکہ سعودی عرب کو امن مذاکرات کا پیغام دیا جائے۔ لیکن ایران اور سعودی عرب کا قریب آنا امریکہ کو چونکہ کسی صورت قبول نہیں تھا لہٰذا اُسے عراق میں ہلاک کر دیا گیا۔ اب بھی وقت ہے کہ تمام اسلامی ممالک ہوشمندی کا مظاہرہ کریں۔ ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ ہوں اور تمام مصلحتوں کو نظرانداز کر کے متحد ہو جائیں تاکہ دشمن کے مذموم ارادے ناکام کیے جاسکیں۔ یہ سمجھنا حماقتِ عظمیٰ ہوگی کہ امریکہ اور اسرائیل ایران سمیت کسی اسلامی ملک کو ہنستا کھیلتا برداشت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امتِ مسلمہ کو اتحاد اور اتفاق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

معرفت خداوندی کا حصول

(سورۃ الحدید کی پہلی دو آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف کے 3 جنوری 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئین! سورۃ الحدید کی ابتدائی چھ آیات معرفت خداوندی کے حصول کے لیے ایک بہت بڑا خزانہ ہیں۔ ان میں ذات وصفات باری تعالیٰ کا اعلیٰ ترین علمی سطح پر بیان ہوا ہے۔ قرآن حکیم چونکہ پوری نوع انسانی کے لیے ہدایت بن کر نازل ہوا ہے اس لیے یہ عوام کے لیے بھی ہدایت ہے، بڑے سے بڑے مفکر فلسفی اور دانشور کے لیے بھی ہدایت ہے۔ یہ اس کلام کا معجزہ ہے کہ ایک ہی وقت میں یہ ان سارے ذہنی لیولز کو ایڈریس کرتا ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ﴾ ”تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔“

یہ آیت اس سورۂ مبارکہ کی ایک بڑی پُرشکوہ تمہید ہے جو یہ بیان کر رہی ہے کہ اے اہل ایمان! ایک ایسا خالق تم سے مخاطب ہے جس کی پاکی اور تسبیح زمین وآسماں کی ہر شے بیان کر رہی ہے وہ پوری طرح سے غالب اور کمال حکمت والا ہے۔ سبح کے لغوی معنی ہیں، کسی شے کو اس کے اصل مقام پر برقرار رکھنا۔ اس کے اصطلاحی معنی ہیں پاکی بیان کرنا۔ تسبیح باری تعالیٰ سے مراد اس حقیقت کا بیان ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر کمی، ہر عیب، ہر نقص، ہر احتیاج، ہر کمزوری الغرض ہر منفی تصور سے پاک ہے۔ اس کے ہر کام میں خیر اور حکمت ہے۔ یہ شان صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہے۔ لہٰذا تسبیح کے ذریعے سے ہم اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے اس مقام کا اقرار کرتے ہیں جہاں اس کا کوئی شریک، کوئی ساجھی، کوئی کسی پہلو سے اس کا ہم پلہ نہیں ہے۔ اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ ان سارے پہلوؤں سے جو بھی کمی کوتاہی اس دنیا میں کسی میں ہو سکتی ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان سب سے پاک ہے۔

ان چھ مدنی سورتوں میں سے تین میں ماضی کا صیغہ سبح آیا ہے اور تین میں مضارع کا صیغہ آیا ہے۔ اس طرح ٹوٹل ٹائم کا احاطہ کر دیا گیا ہے کہ کائنات کی ہر شے ہر وقت، ہر جگہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی رہی ہے، کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ کائنات کی ہر شے کے تسبیح کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس چیز پر بھی غور وفکر کیا جائے گا وہ اپنے وجود سے اپنے خالق کی صناعی اور کاریگری کی خوبی اور مہارت کا شاہکار نظر آتی ہے۔ مشرق سے اُبھرتا ہوا سورج، چمکتا ہوا چاند اور ستارے، وسیع وعریض آسمان و زمین، اونچے اونچے پہاڑ، برستی ہوئی بارشیں، ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر، بہتے ہوئے دریا، چلتی ہوئی ٹھنڈی اور گرم ہوائیں، موسموں کے تغیر وتبدل، رات اور دن کا

مرتب: ابو ابراھیم

الٹ پھیر، لہلہاتی ہوئی کھیتیاں، گھنے باغات، رنگ برنگے پرندے، حیوانات اور حشرات ایک عظیم خالق الباری، المصور کی تصویرگری کا کمال پیش کر رہے ہیں۔ بقول اقبال:

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ!
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ!

ہر شے اپنی ذات سے اللہ کے کمالات کا اظہار کر رہی ہے اور اپنے وجود سے اس کے ہر نقص سے بری اور ہر عیب سے پاک ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ ان مظاہر فطرت پر غور ہمارے لیے معرفت خداوندی کے حصول کا کیا خوب ذریعہ ہے۔ کائنات کی ہر شے اپنی زبان حال سے اپنے خالق کی صناعی اور کمال تخلیق کا اعلان کر رہی ہے لیکن اسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قوت گویائی بھی دی ہے جس سے وہ تسبیح حالی کے ساتھ تسبیح قولی بھی کر رہی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا:

”اُسی کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور (وہ تمام مخلوق بھی) جو ان میں ہے۔ اور کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ تسبیح کرتی ہے اُس کی حمد کے ساتھ، لیکن تم نہیں سمجھ سکتے ان کی تسبیح کو۔“ (آیت:44)

یہ جو چرند پرند صبح ہم سے پہلے اُٹھ کر آوازیں نکال رہے ہوتے ہیں وہ اللہ کی پاکی بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وہ اگر ان سے پہلے اٹھ کر اللہ کی پاکی بیان کرے تو پھر وہ واقعی پرندوں سے بڑھ کر ہوگا۔ ورنہ پرندے ہم پر بازی لے جا رہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ایک اور صفت کا بھی تذکرہ آیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①﴾ ”اور وہ بہت زبردست ہے، کمال حکمت والا۔“ (الحدید:1)

عزیز کی صفت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اختیار مطلق کو ظاہر کر رہی ہے کہ اللہ جو چاہے کر گزرتا ہے۔ وہ کل کے کل اختیار کا مالک ہے اور اس کی مرضی کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ اللہ کی یہ صفت قرآن میں اکثر صفت حکیم کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ہمارا تصور یہ ہے کہ جہاں اختیار زیادہ ہوتا ہے وہاں اس کے غلط اور غیر عادلانہ استعمال کا بھی امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔ پولیٹیکل سائنس میں یہ بات ایک اصول کی حیثیت سے مانی جاتی ہے: Power tends to corrupt and absolute power corrupts absolutely

”طاقت انسان کو کرپشن کی طرف لے جاتی ہے اور طاقت مطلق میں تو لازمی کرپشن ہوتی ہے۔“

آج کے جمہوری دور میں اس کی مثالیں موجود ہیں لیکن

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے بارے میں ایسا کوئی تصور نہیں رکھا جا سکتا۔ اللہ کی صفت عزیز کے ساتھ صفت حکیم کا آنا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ اپنے اختیارات کو کمال حکمت کے ساتھ استعمال فرماتا ہے، جس میں کسی پر کوئی ظلم و زیادتی یا ناانصافی کا تصور نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں یہ احتیاط بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ یوں نہ کہا جائے کہ اس کا اختیار حکمت کے تحت استعمال ہوگا اس لیے کہ اللہ جیسے اپنی ذات میں مطلق ہے ایسے ہی اس کی صفات بھی مطلق ہیں۔ کوئی ایک صفت دوسری صفت کے تابع نہیں ہے۔ اس کا اختیار مطلق ہے اور اس کی حکمت بھی مطلق ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عزیز ہے، یعنی عزت وغلبہ والا اور جو چاہے کر گزرنے والا ہے، اس حوالے سے بھی کوئی اس کی مرضی کے آڑے نہیں آسکتا اور اس کے ساتھ وہ حکیم بھی ہے کہ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے، چاہے ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ آگے فرمایا:

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ﴾ ''اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔''

لَهٗ کے الفاظ دو معنی ظاہر کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا حق اللہ ہی کو پہنچتا ہے۔ اس لیے کہ اگر خالق وہ ہے تو مخلوق پر اختیار بھی اسی کا ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ بالفعل بھی وہی حاکم حقیقی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو فی الواقع اس پوری کائنات کے اوپر اللہ ہی کی حکمرانی ہے۔ اللہ ہی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حکمرانی کرے۔ سورۃ الاعراف میں فرمایا گیا:

''آگاہ ہو جاؤ اُسی کے لیے ہے خلق اور (اُسی کے لیے ہے) امر۔ بہت بابرکت ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔'' (آیت:54)

کائنات اسی نے پیدا فرمائی ہے تو اسی کی مرضی اور اختیار یہاں پر جاری وساری ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کو بادشاہ حقیقی ماننا بہت بڑا شرک ہے۔ کیونکہ اگر اللہ حاکم ہے تو پھر دوسرا کوئی حاکم نہیں ہو سکتا اور بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ جیسے علامہ اقبال نے کہا کہ ؎

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

بادشاہ حقیقی صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ ہمارے ہاں بے احتیاطی میں دوسروں کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ پہلے اس شرک کا ارتکاب ایک شخص یعنی فرعون یا نمرود کی صورت میں ہوتا تھا اب یہی تصور شوگر کوٹ کر کے ہیومن ساورنٹی (انسانی حاکمیت) یا اس سے آگے بڑھ کر پاپولر ساورنٹی (عوامی حاکمیت) کی شکل میں لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ گویا وہ ٹنوں گندگی جس کا بوجھ پہلے ایک شخص یعنی بادشاہ کے کندھے پر ہوتا تھا اب تولہ تولہ ماشہ ماشہ کر کے عام آدمی کو بھی پہنچا دی گئی ہے۔ جبکہ اسلام کے نزدیک حاکمیت صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہے۔ آیت کا مفہوم یہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت کا حق صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو حاصل ہے اور بالفعل بھی وہی حاکم حقیقی ہے۔ انسانوں کے لیے خلافت ہے۔ اس کائنات میں اصل اختیار تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس ہی ہے۔ لیکن اس نے امتحان کی غرض سے ہمیں بھی معمولی سا اختیار دے دیا ہے۔ جو اس اصل اختیار کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے کہ محدود کو لامحدود کے ساتھ کوئی نسبت وتناسب ہو ہی نہیں سکتی۔ ہمارا یہ اختیار انتہائی محدود ہے کیونکہ ہمارے پورے وجود پر بھی اکثر و بیشتر حکم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا جاری رہتا ہے۔ ہمارے دل کی حرکت تیز ہو جائے تو ہم چاہیں بھی تو اسے کم نہیں کر سکتے، اگر کم ہو جائے تو تیز نہیں کر سکتے، اسی طرح خون کی گردش ہماری مرضی سے نہیں ہوتی بلکہ ہماری باڈی کے ایک ایک خلیہ کا نظام اللہ کے حکم سے ہی چل رہا ہے۔ البتہ جس قدر انسان کو اختیار ہے اس کا مقصد صرف یہ آزمانا ہے کہ:

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③﴾ (الدھر) ''اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے' چاہے ناشکرا ہو کر۔''

یہ سارا وجود اللہ نے ہمیں دیا ہے۔ اگر اس کو ہم اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کریں تو گویا ہم شکر والی روش اختیار کر رہے ہیں اور اگر ہم رب چاہی زندگی کی بجائے من چاہی زندگی گزار رہے ہیں تو پھر ہم ناشکری اور انکار والی زندگی گزار رہے ہیں۔ روز قیامت اس اختیار، اقتدار، فرعونیت، قارونیت کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ روز اول سے لے کر آج تک اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کا سب رب کائنات کی منشاء اور اس کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے۔ نہ وہ کسی وزیر کا محتاج ہے، نہ کسی مشیر کا، نہ کسی فرشتے کا، نہ کسی انسان یا جن کا محتاج ہے۔ وہ اکیلا

پریس ریلیز 10 جنوری 2020ء

امریکہ کا ایرانی جنرل کو عراق میں قتل کرنا ریاستی دہشت گردی ہے

حافظ عاکف سعید

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے امریکہ کی جانب سے عراق کی سرزمین پر پاسداران انقلاب ایران کے ایک اعلیٰ عہدیدار میجر جنرل قاسم سلیمانی کو ڈرون حملے میں قتل کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ حملہ عالمی قوانین کی شدید خلاف ورزی تھی۔ حقیقت میں یہ دہشت گردی کا ایک عمل تھا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی تاریخ بین الاقوامی قوانین اور اخلاقیات کے تمام تقاضوں کو روندنے کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ امریکہ نے نائن الیون کے بعد تمام بین الاقوامی قوانین اور اخلاقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے افغانستان پر حملہ کر کے امارت اسلامی افغانستان کو ختم کیا۔ اسی طرح اس نے عراق میں WMD کا جھوٹا عذر تراش کر حملہ کیا جس میں لاکھوں لوگ شہید ہو گئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ تمام بین الاقوامی اداروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ امریکہ کے ایران کے خلاف اس جنگی جرم کا نوٹس لیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین قبلہ ایاز کے اس بیان پر کہ نیب کے بعض قوانین غیر اسلامی ہیں جنہیں درست کرنے کی ضرورت ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل کے اس اقدام کو خوش آئند سمجھتے ہیں۔ لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی سفارشات عوام کے سامنے لانے سے پہلے جید اور ثقہ علماء کو اعتماد میں لے۔ اُنھوں نے آئین کے بعض آرٹیکلز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ہمارے آئین کا آرٹیکل 45 صدر کو شخصی معافی کا کلی اختیار دیتا ہے جو کہ صریحاً اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام صرف قتل کے جرم میں مقتول کے ورثاء کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہیں تو قاتل کو معاف کر دیں۔ اسی طرح ہمارا آئین صدر اور گورنرز کو یہ تحفظ دیتا ہے کہ جب تک وہ عہدے پر ہوں گے ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلامی قوانین میں سربراہ مملکت بھی قانون سے بالاتر نہیں ہوتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے ادارے آئین کو مکمل طور پر اسلامی بنانے کی سنجیدہ کوشش کریں۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ صورتِ حال مضحکہ خیز ہے کہ جس ملک میں 95 فیصد لوگ مسلمان ہوں وہاں اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہو۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

تن تنہا یہ سارا نظام چلا رہا ہے اور یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس کو انسان پا جائے تو وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت اور اس کی ولایت کے مراتب کی طرف بڑھتا ہے اور ان حقائق کو تسلیم نہ کرنے والا راندۂ درگاہ ہو جانے والی روش اختیار کرتا ہے۔ اگر انسان کو قرآن کی راہنمائی حاصل نہ ہو تو اتنی بڑی حقیقت کا اس کے دماغ میں سمانا اس کے لیے مشکل بن جاتا ہے۔ کم وبیش سات ارب انسان، لاتعداد جنات، کھربوں حیوانات، کھربوں ستارے اور سیارے، ساتوں زمین و آسمان، سمندر، دریا، پہاڑ، بے شمار ملائکہ اور اس کائنات کی ہر شے کا کنٹرول اللہ وحدہٗ لاشریک کے ہاتھ میں ہے۔ اور اللہ ہی کو ہر چیز پر تصرف حاصل ہے۔ وہ بیک وقت اور ہر وقت تمام جاندار اور بے جان مخلوق کے ظاہری اور باطنی حالات سے واقف ہے، دل کی کیفیت سے آگاہ اور سب کی دادرسی، سب کی مشکل کشائی اس کے لیے انتہائی آسان ہے۔ اسی طرح اللہ آن واحد میں سب کے لیے رازق ہے اور آن واحد میں سب کا خالق ہے، اللہ سب کی سنتا ہے اور سب کی پکار پر جواب دے رہا ہے۔ اللہ ایسی زبردست قدرت والا اور اختیار والا ہے کہ اگر وہ کسی شخص کو نقصان پہنچانا چاہے تو ساری دنیا مل کر بھی اسے اس نقصان سے بچا نہیں سکتی۔

وہ جسے ہدایت دینا چاہے اس کے لیے سیدھی راہ پر چلنا آسان فرما دیتا ہے اور پھر ایسے شخص کو دنیا کا کوئی خوف یا لالچ گمراہ نہیں کر سکتی اور جسے وہ گمراہی کے راستوں میں بے یار و مددگار چھوڑ دے تو اسے دنیا میں کوئی طاقت ہدایت نہیں دے سکتی۔ البتہ اللہ کا یہ اصول اور ضابطہ ہے کہ ﴿وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ⑬﴾ ''اور وہ اپنی طرف ہدایت اُسے دیتا ہے جو خود رجوع کرتا ہے۔'' (الشوریٰ:13) لہٰذا بندے کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے پھر اللہ اسے ہدایت دے گا۔ بندے کا کام ہے اپنی ہر ضرورت اور احتیاج کو اللہ کے سامنے رکھنا اس کی دادرسی اور مشکل کشائی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس سے ہی ہوگی۔

کیونکہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا اور روزی رساں نہیں ہے، کوئی بیماری سے صحت دینے والا نہیں ہے، کوئی تکلیف سے بچانے والا نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں صرف اور صرف اللہ کو پکارنا چاہیے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ان باتوں کو صرف علمی اعتبار سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ ہماری عملی زندگی پر ان کا انطباق بھی ہونا چاہیے۔ اگر یہ حقیقت ہمارے ذہن نشین ہو تو پھر ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں کیوں بار بار اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کے لیے کہا جاتا ہے۔ اللہ کی غرض اس میں پنہاں نہیں ہے بلکہ یہ ہماری ضرورتیں ہیں۔ ہم نماز کو صرف ایک رسمی کارروائی کے طور پر ادا نہ کریں بلکہ اس کے اندر ہم اللہ کے حضور اپنے تمام مسائل اور حاجات رکھیں۔ آگے فرمایا:

﴿يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ﴾ ''وہی زندہ رکھتا ہے، وہی مارتا ہے۔'' (الحدید:2)

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ حقیقت انسان کے شعور اور ادراک میں یقین کے ساتھ حاصل ہو تو پھر جتنے انجانے خوف اور اندیشے ہیں وہ سارے دور ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ اس نے ہی ہمیں وجود بخشا ہے، جب تک وہ چاہے گا ہمیں اس دنیا میں رکھے گا اور جب چاہے گا اپنے پاس بلا لے گا۔ آیت کا یہ حصہ اس گمراہی کا ازالہ کرتا ہے جس کا ذکر سورۃ الجاثیہ میں یوں کیا گیا:

''وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے (کوئی اور زندگی) سوائے ہماری دنیا کی زندگی کے، ہم خود ہی مرتے ہیں اور خود ہی جیتے ہیں اور ہمیں نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ۔'' (آیت:24)

اصل حقیقت یہ ہے کہ موت وحیات کا یہ سلسلہ از خود نہیں چل رہا بلکہ اللہ کے حکم کے تحت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور کسی جان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ مر سکے مگر اللہ کے حکم سے (ہر ایک کی موت کا) وقت مقرر لکھا ہوا ہے۔'' (آل عمران:145)

یہ مادہ پرستانہ نظریہ ہے کہ ہم خود سے زندہ ہیں، خود ہی مرتے ہیں جبکہ اللہ پر ایمان اور اس کی معرفت کا مظہر یہ یقین ہے کہ اللہ ہی ہمیں زندہ رکھے ہوئے ہے اور اللہ ہی ہمیں موت طاری فرمائے گا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہمہ وقت اس حقیقت کو یقین کے ساتھ ذہن میں رکھے اور اللہ سے یہ دعا مانگتا رہے جو اللہ کے آخری نبی ﷺ نے بتائی ہے کہ: ((اللهم بارك لي في الموت وفيما بعد الموت)) ''اے اللہ! مجھے موت میں بھی برکت عطا فرما اور موت کے بعد بھی برکت عطا فرما''۔

موت کے بعد زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ موت عالم دنیا سے عالم برزخ میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ اگر ہم موت سے فرار اختیار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اگر خود سے مرنا چاہیں تو نہیں مر سکتے جب تک کہ اللہ کا حکم نہ ہوگا۔ موت کا وقت معین ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ موت کہاں پر آئے گی۔ یہ سارے معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ②﴾ ''اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الحدید)

یہ الفاظ قرآن مجید میں کئی بار آئے ہیں اور ان الفاظ کے ذریعے اللہ نے کفار کے اس اعتراض کو کہ: ''یہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم مر جائیں اور ہماری ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو کر چورہ چورہ ہو جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔'' کا جواب دیا ہے کہ اگر اللہ کو مانتے ہو جو ہر شے پر قادر ہے، جو نطفہ (ایک ایسی چیز جس کا تم تذکرہ کرنا بھی گوارا نہیں کرتے) کے حقیر سے پانی سے مکمل انسان کا وجود بخشنے پر قادر ہے تو کیا وہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟

یہاں لفظ کُلِّ اللہ کی معرفت کے اعتبار سے ہمارے لیے پناہ گاہ ہے۔ جہاں تک اللہ کی معرفت کا معاملہ ہے تو ہم اللہ کی ذات کا ادراک کر ہی نہیں سکتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ:

(العجزُ عن دَركِ الذّاتِ اِدراك)

''اللہ کی ذات سے عاجز ہونے کا احساس ہی ادراک ہے''۔ یہ احساس ہو جائے کہ میں اللہ کی ذات کی پوری تفاصیل نہیں جان سکتا تو یہی اصل میں اس کی سمجھ ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اضافہ فرمایا:

(والبحثُ عن كُنهِ الذّاتِ اِشراك)

''اللہ کی ذات کے بارے میں کھوج وکرید کرنا شرک ہے۔''

ہمیں اللہ کی معرفت صرف اس کی صفات کے حوالے سے ہو سکتی ہے۔ البتہ اس کی صفات کی کوالٹی کیا ہے اور مقدار کتنی ہے وہ ہم نہیں ناپ سکتے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ''السمیع'' سننے والا ہے لیکن کیسا سنتا ہے، یہ ہم نہیں جان سکتے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ قدیر ہے لیکن کتنا قدیر ہے، ہم نہیں جان سکتے۔ ہماری واحد پناہ گاہ، ہمارے لیے عافیت صرف لفظ کُلِّ میں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ ہر چیز کی قدرت رکھنے والا ہے۔ اسی طرح وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، وہ ہر چیز پر موجود اور گواہ ہے، وہ ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، وہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔ بہرحال ان دو آیات میں اللہ کی صفات کا ایک جامع تصور ہمارے سامنے آگیا ہے۔ بقیہ آیات کا مطالعہ ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں نہ صرف ان صفات کا شعور اور احساس بلکہ ان کے مطابق اپنی زندگی کو گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

34

سُخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

111 'اہلِ دیں را باز داں از اہلِ کیں | ہم نشینِ حق بجو با او نشیں'

اہل دین مسلمان رہنماؤں اور فرنگ کے نمک خوار رہنماؤں میں تمیز پیدا کرو اور اہل حق کو ڈھونڈ کر ان کی صحبت اختیار کرو (ان سے دین سیکھو اور اُمت مسلمہ کی فلاح کے اجتماعی کام کرو)

112 کرگساں را رسم و آئیں دیگر است
سطوتِ پرواز شاہیں دیگر است!

اے پسر! مسلمان ہوتے ہوئے بھی جو مسلمان فرنگی استعمار کا نمک خوار ہو (اور اس کا حمایتی ہو) وہ کرگس ہے اور کرگسوں کے طور طریقے (LIFE STYLE) جی حضوری اور گھٹیا ہوتے ہیں جبکہ حریت پسند اور فرنگی استعمار سے آزادی کے متوالوں (شاہینوں) کے اطوار بالکل جدا ہیں

113 مردِ حق از آسماں افتد چو برق | ہیزمِ او شہر و دشت غرب و شرق

شاہین صفت بندۂ مومن اپنے مقصد کے لیے بلندی سے بجلی کی طرح جھپٹتا ہے اور اس کا شکار اور ایندھن مشرق و مغرب کے شہر و صحرا ہیں

111۔ اے مسلمان نوجوان! اے مسلمانوں کی آنکھوں کے تارے! اگر تم دین اسلام کے لیے اور اُمت مسلمہ کے لیے کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اپنی کھلی آنکھوں سے (80 سال قبل یہی حال تھا اور اب 2019ء میں بھی یہی حال ہے) مخلص مسلمانوں اور مخلص مسلمان رہنماؤں کو مغرب کے نمک خوار حکمرانوں سے الگ کر کے دیکھو، ان سے ایک حدِ فاصل قائم کرو تب تمہیں کسی قومی، ملّی اور دینی خدمت میں کامیابی ملے گی۔ اہل حق کو 'ڈھونڈ' ان کی صحبت اختیار کرو۔ ان سے رہنمائی لو۔ آج بھی مغربی تہذیبی مراکز سے دور اہل حق کی موجودگی لابدی اور یقینی ہے۔ ان سے رہنمائی لے کر خدمت دین کا بیڑا اُٹھاؤ۔

112۔ اچھے انسان اور بُرے انسان کی پہچان ضروری ہے۔ باکردار مسلمان اور بے کردار شخص کا فرق واضح ہوتا ہے۔ فضا میں سب پرندے اڑتے ہیں مگر مردار خور پرندوں کی شکل وصورت، عادات و اطوار، اُڑان وغیرہ مختلف ہوتی ہے اور شاہینوں کی پرواز اور طرح کی ہوتی ہے۔ سچا مسلمان غریب ہوگا، بھوکا ہوگا، تنگ دست ہوگا مگر حرام کی طرف نگاہ نہیں ڈالے گا اور غالب مغربی استعمار کا نمک خوار ارب پتی ہو کر بھی مزید 'نمک' کی تلاش میں مغربی آقاؤں کے پاؤں چاٹتا پھرے گا اور اس سے باز نہیں آئے گا (تاکہ مرتے دم تک وہ اپنے آقاؤں کی نمک حلالی کرنے میں پیچھے نہ رہے) جبکہ شاہینوں، اہل ایمان، اقبال کے مردِ مومن اور عشق مصطفےٰ ﷺ کے متوالوں اور بادہ کشوں کے اطوار بالکل مختلف ہوتے ہیں وہ دار ورسن پر زندگیاں قربان کر دیتے ہیں۔❶ علامہ اقبال کو اپنی قوم کی نوجوان نسل کی صلاحیتوں پر کثیر الاطراف اعتماد تھا وہ ماضی کے عظیم مسلمان زعماء کی اولادیں ہیں نیز اللہ نے مستقبل میں اسلام کو عالمی غلبہ عطا فرمانا ہے تو موجودہ مسلمانوں کو آزمائشوں سے گزار کر اس عظیم کام کے لیے تیار کرنا ہے جس کے لیے وہ اُمت مسلمہ کی نئی نسل سے مخاطب ہیں انہیں یقین کامل تھا کہ اس میں پیدا ہونے والا مخلص مسلمان نوجوان ان صلاحیتوں سے مسلح ہے جو عصر حاضر میں اس عظیم کام کے لیے درکار ہیں۔

113۔ اسی ماحول میں صہیونی یورپی استعمار کے نمک خوار بھی ہیں اور جنوبی ایشیا میں مسلمان بھی بستے ہیں، فضا ایک ہے، ماحول ایک ہے مگر شاہینوں کا انداز اور LIFE STYLE کرگس (مردار خور) کے انداز زیست سے بالکل مختلف ہے۔ بندۂ مومن کو اسی طرح ماحول اور خارجی حالات ونظریات سے متاثر ہوئے بغیر اپنے اسلامی، آفاقی، انسان دوست اور ماحول دوست نظریات کے ساتھ زندہ رہنا چاہیے۔ استعمار کے ظالمانہ اور سفاکانہ (رومی ویونانی) اصولوں اور انداز حکمرانی سے دور بھاگنا چاہیے۔ علامہ اقبال بتا رہے ہیں کہ شاہین کس طرح بلند پرواز اور ذوقِ لطیف کے ساتھ زندہ رہتا ہے اور برق کی طرح اپنے شکار پر گرفت حاصل کر لیتا ہے۔ اس بندۂ مومن کے نخچیر مشرق ومغرب کے تمام خدا بیزار اور خداناشناس شہر و بیاباں ہیں اس لیے کہ ربّ کی دھرتی ربّ کا نظام ایک نوشتۂ دیوار اور اٹل حقیقت ہے۔❷

❶ پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

❷ اگر یک قطرۂ خوں داری اگر مشتِ پرے داری
بیا من با تو آموزم طریقِ شاہبازی را

گر تو می خواہی مُسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قُرآں زیستن

جب تک مسلمان ممالک باہمی عصبیت اور منافرت کا عنصر ختم نہیں کرتے اس وقت تک وہ متحد نہیں ہو سکتے اور نہ ہی او آئی سی یا KL سمٹ جیسی کوششیں رنگ لا سکتی ہیں: رضاء الحق

KL سمٹ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے عالمی سطح پر پاکستان کی سبکی ہوئی ہے۔ اُمت مسلمہ کی سربراہی اِس وقت کوئی اکیلا ملک نہیں کرسکتا۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ٹریک ڈپلومیسی استعمال کر کے مسلم ممالک کو متحد کیا جائے: بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ

کوالالمپور سمٹ بمقابلہ او آئی سی کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ملائشیا میں منعقد ہونے والی KL سمٹ جس میں 57 اسلامی ممالک میں سے صرف 20 نے شرکت کی، اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے اور کیا وجہ ہے کہ اس 4 روزہ کانفرنس کا کوئی مشترکہ اعلامیہ بھی جاری نہیں ہوا؟

رضاء الحق: سب سے پہلے میں دعا کروں گا کہ

((اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ))

''اے اللہ! ہمیں حق بھی دکھا اور حق کا حق ہونا بھی دکھا اور باطل بھی دکھا اور باطل کا باطل ہونا بھی ہم پر واضح فرما۔''

اللہ ہمیں حق کی پیروی اور باطل سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے۔ اس تجزیے میں ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم کسی طرح کی کوئی تفریق پیدا کریں۔ اس موضوع میں مسلم ممالک ہمارا فوکس ہیں اور ان کو قریب لانا ہمارے پیش نظر ہے۔ KL سمٹ کوئی پہلا سمٹ نہیں ہے بلکہ پچھلے چند سالوں کے دوران اسی سلسلے کے چار سمٹ ہو چکے ہیں اور یہ پانچواں سمٹ تھا۔ البتہ یہ کچھ زیادہ لائم لائٹ میں آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب 2019ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا تو سائیڈ لائن پر وزیراعظم عمران خان، ملائیشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد اور ترکی کے صدر طیب اردگان کے درمیان میٹنگز ہوئی تھیں۔ جن میں اسلاموفوبیا کے سد باب، مشترک اسلامک چینل اور ایک اسلامک فورم بنانے پر بات ہوئی تھی۔ اس سے اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے ایک عزم کا تاثر سامنے آیا تھا۔ پھر ہمارے وزیراعظم نے جنرل اسمبلی میں ایک جذباتی تقریر کی جس میں اسلاموفوبیا اور کشمیر کے ایشوز کو اجاگر کیا گیا۔ اسی تناظر میں پوری دنیا کی نظریں اس سمٹ پر مرکوز تھیں۔ ملائیشیا کا شہر کوالالمپور ایک ایسا شہر ہے جہاں پورا سال سمٹ ہوتے رہتے ہیں۔ گزشتہ جولائی میں ہی وہاں اوبامہ فاؤنڈیشن کا ایک سمٹ ہوا ہے۔ حالیہ جو KL سمٹ وہاں ہوا ہے اس کو ملائیشیا کے وزیر خارجہ کے مطابق ہم NGO - led initiative کہہ سکتے ہیں۔ اس کے چیدہ چیدہ اغراض و مقاصد یہ تھے کہ ہم مسلم ممالک کی ترقی اور خودمختاری، ان کی سالمیت اور شفاف حکومت کے حوالے سے مشاورت کریں گے، مسلمانوں کی ثقافت،

مرتب: محمد رفیق چودھری

شناخت اور مسلم اُمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے امور زیر بحث آئیں گے۔ پھر مسلم ممالک کو عالمی طاقتوں کی طرف سے جو پریشر اور پابندیوں کا سامنا ہے اُس سے آزادی اور انصاف کے حصول پر غور وغوض کیا جائے گا، امن، سلامتی اور دفاع کے امور زیر بحث آئیں گے، ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کے نظام پر بات ہوگی وغیرہ۔ خاص طور پر اس سمٹ میں دو ایشوز یعنی باہمی تجارت اور سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی میں تعاون پر زیادہ فوکس کیا گیا اور اس سلسلے میں اسلامی ممالک کا ایک ایسا بلاک بنانے کی تجویز زیر غور آئی جو باہمی تجارت اور سرمایہ کاری میں مسلم ممالک کا معاون ہو سکے اور ان کے معاشی معاملات کو آگے لے کر چل سکے۔ اس پورے معاملے میں ان کے اہداف شروع میں کچھ اور تھے لیکن آہستہ آہستہ بدلتے رہے۔ کیونکہ ساری دنیا کی نظریں اس سمٹ پر مرکوز تھیں اور بہت پہلے سے خبریں آنا شروع ہوگئی تھیں کہ یہ کانفرنس ہونے والی ہے اور اس کے لیے جو پریس ریلیز جاری کی گئیں ان کے اندر بھی اہداف بدلتے رہے۔ تاہم دو بڑے اہداف تھے جن پر زیادہ بات ہوئی۔ ان میں ایک تجارت اور دوسرا انٹرنیٹ، ٹیکنالوجی اور گڈ گورننس کے معاملات شامل تھے۔ جہاں تک اس کے مشترکہ اعلامیہ کا معاملہ ہے تو آغاز میں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شاید سارے مسلم ممالک کو دعوت دی جائے گی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ سارے مسلم ممالک کے سربراہان کو نہیں بلایا گیا۔ لیکن ملائیشیا، ترکی، ایران اور قطر کے بڑے سربراہ وہاں موجود تھے۔ ان کی طرف سے وہاں جن چیزوں کو فوکس کیا گیا اور جو بات چیت ہوئی وہ اس کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی مکمل طور پر عکاسی نہیں کر رہا تھا۔ اس لیے اس کانفرنس کے مشترکہ اعلامیہ کا جواز بنتا بھی نہیں تھا۔ دوسری طرف سعودی عرب اور چین کے بلاکس کا بھی پریشر تھا جس کی وجہ سے اعلامیہ جاری نہیں کیا گیا۔ البتہ سائیڈ لائن میں تقاریر وغیرہ ہوئیں اور کچھ بعد میں بیانات جاری کیے گئے۔ بہرحال ان کا ایک ایجنڈا تھا جس کو لے کر انہوں نے چلنے کی کوشش کی لیکن وہ ایجنڈا کامیاب نہیں ہوسکا۔

سوال: مسلم اُمہ کے اتحاد کے لیے ایک نئے پلیٹ فارم کی تشکیل کے موقع پر ہمارے وزیراعظم صاحب کا پکا وعدہ کر کے بھی شرکت نہ کرنا کیا مسلم اُمہ سے غداری کے زُمرے میں نہیں آتا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بنیادی طور پر یہ کانفرنس معمول کی ایک کانفرنس تھی۔ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں سائیڈ لائن پر مشاورت کے نتیجے میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کو میڈیا نے بہت کوریج دے کر دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا۔ دوسری طرف تمام مسلم ممالک کے سربراہوں کو اس میں بلایا ہی نہیں گیا بالخصوص سعودی عرب کے بادشاہ کو بھی نہیں بلایا گیا جس کی وجہ سے سعودی عرب کو اس کانفرنس سے تحفظات پیدا ہوگئے اور اس نے اس سے

ایک خطرہ محسوس کیا۔ پھر چین کے یغور مسلمانوں کے ایشو کو آج کل مغرب بہت اچھال رہا ہے تو چین نے محسوس کیا کہ اگر یہ مسلمان ملک اکٹھے ہوں گے تو شاید ہمارے اوپر بھی پریشر آئے گا۔ چنانچہ عمران خان سعودی عرب کے دورے پر چلے گئے اور آرمی چیف یو اے ای کے دورے پر چلے گئے اور وہاں انہوں نے مذاکرات کیے جس کے نتیجے میں انہوں نے شرکت سے انکار کر دیا۔ گویا یہاں عمران خان نے ایک نیا یوٹرن لیا ہے۔ حالانکہ پہلے یہ طے ہوا تھا کہ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی KL سمٹ میں جائیں گے لیکن آخری وقت میں ان کو بھی ڈراپ کر دیا گیا۔ یعنی اس کانفرنس میں کسی بھی لیول پر شرکت نہیں کی گئی۔ بہرحال اس اقدام سے پاکستان کی انٹرنیشنل لیول پر ایک سبکی ہوئی ہے کیونکہ خارجہ امور میں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اصل میں مسلم ممالک کی ایک تنظیم او آئی سی پہلے سے بنی ہوئی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ وہ کچھ نہیں کر رہی لیکن اس کانفرنس کی وجہ سے او آئی سی والے بھی خواب خرگوش سے جاگے ہیں اور ان کی بھی آنکھیں کھلی ہیں کہ یہ ہماری جگہ لینے کے لیے کوئی نیا پلیٹ فارم بن رہا ہے۔ اسی لیے تو او آئی سی کے عرب ممالک نے اپنی مخالفت ظاہر کر دی۔ ایک تو ان عرب ممالک نے خطرہ محسوس کیا اور دوسرا ان کو امریکہ وغیرہ کی طرف سے پریشر بھی آیا جس کی وجہ سے عمران خان کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ چونکہ سارے لوگ نہیں آ رہے تو ہم بھی نہیں آ رہے۔ حالانکہ ان کا وہاں نہ جانا اس کانفرنس کی چکا چوند کو کم کرنے کا باعث بنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی ایک کانفرنس ہونی چاہیے اور یہ وقت کی ضرورت ہے۔ جیسے ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں لاہور میں اسلامی سربراہوں کی کانفرنس ہوئی تھی جس کی گونج عالمی لیول تک گئی تھی کیونکہ اس کانفرنس میں بہت سارے اسلامی ممالک کے سربراہوں نے شرکت کی تھی۔

سوال: KL سمٹ کے بارے میں سعودی عرب کی طرف سے اس تشویش کا اظہار کہ یہ 57 اسلامی ممالک کے اتحاد OIC کو غیر موثر کرنے کی کوشش ہے، کہاں تک درست ہے؟

رضاء الحق: اس حوالے سے دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے یہی ہے کہ یہ او آئی سی کے متبادل ایک بلاک بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ بڑے مسلم ممالک شریک ہوئے اور کچھ شریک ہونا چاہتے تھے لیکن آخر میں پیچھے ہٹ گئے جن میں پاکستان اور انڈونیشیا شامل ہیں۔ جو مسلم ممالک شریک ہوئے ان میں ایران اور قطر بھی شامل ہیں جن کے ساتھ سعودی عرب کے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ خاص طور پر ایران اور سعودی عرب کے درمیان عرب اور گلف کے خطے میں بہت پرانا conflict ہے۔ چونکہ او آئی سی میں عرب ممالک شامل ہیں اور انہوں نے وہاں سے عرب لیگ کو مضبوط کیا اور پھر اس کے ذریعے فیصلے لینے شروع کیے۔ حالیہ دنوں میں ترکی اور لیبیا کے درمیان سمندری معاملات پر ایک معاہدہ ہونے جا رہا تھا لیکن عرب لیگ نے فوراً اس پر ایک اجلاس بلا کر اس معاہدے کو کالعدم قرار دے دیا۔ پھر گلف کارپوریشن کونسل (GCC) جس کے تحت یمن میں ایک جنگ چل رہی ہے اور عرب ممالک اس میں سعودی عرب کے اتحادی ہیں۔ بہرحال او آئی سی نے اس کانفرنس کو اپنے لیے ایک خطرہ سمجھا۔

> جب تک مسلم ممالک عالمی طاقتوں کے چنگل سے نہیں نکلیں گے اور ان کی بجائے آپس میں ایک دوسرے پر انحصار کی روش اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک یہ متحد نہیں ہو سکتے۔

سوال: مسلمانوں کے اتحاد سے عربوں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

رضاء الحق: اگر تو KL سمٹ او آئی سی کے متبادل کے طور پر بلائی گئی ہے تو اس کا ایک بہترین طریقہ یہ تھا کہ او آئی سی کے اندر پہلے اس معاملے کو اُٹھایا جاتا کیونکہ جو ممالک بھی KL سمٹ میں شامل ہوئے وہ او آئی سی کے اندر بھی شامل ہیں۔ اگر وہاں یہ معاملہ اُٹھایا جاتا تو یہ مشکلات پیش نہ آتیں۔ اگر او آئی سی فعال نہیں ہے تو اس کا یہ حل یہ نہیں ہے کہ کوئی علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنالی جائے۔ اس طرح اُمت میں مزید انتشار پھیلنے کا خطرہ ہے۔ امریکہ اور یورپی طاقتیں تو ویسے بھی مسلمانوں کو اکٹھا ہوتا نہیں دیکھ سکتیں' وہ اس صورتحال سے فائدہ اُٹھا کر اُمت کو مزید تقسیم کر سکتی ہیں۔ مراکو کے وزیر خارجہ نے اس کانفرنس کے بعد ملائیشیا کے وزیر خارجہ کو خط لکھا کہ اس کانفرنس میں جو باتیں ہوئی ہیں ان پر عمل درآمد کس طرح ہوگا؟ جواب میں ملائیشیا کے وزیر اعظم نے لکھا کہ ملائشیا نے ابھی تک اس سمٹ کو حکومتی سطح پر Own ہی نہیں کیا۔ یعنی ملائشیا بھی اس سمٹ کو ایک NGO کے کھاتے میں ڈال رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کانفرنس کو او آئی سی کے متبادل کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ اب ہونا یہ چاہیے کہ او آئی سی کے اندر سے آواز سامنے آئے جو اس کو کاؤنٹر کر سکے۔ اس کانفرنس کے دوران دوسری بات یہ سامنے آئی کہ شرکاء خلافت عثمانیہ کی طرز پر اسلام کے گولڈن ایج کا احیاء چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا اصل مقصد خلافت کی ان بنیادوں کا احیاء ہونا چاہیے جو ہمیں دور نبوی یا خلافت راشدہ میں نظر آتی ہیں۔ بجائے اس کے اگر اس سمٹ میں خلافت عثمانیہ کے احیاء کی بات کی گئی ہے تو اس سے یہ چیز سامنے آتی ہے کہ عصبیت کی بنیاد پر کچھ ممالک نے الگ ہو کر ایک گروپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ البتہ اس نے ایک پریشر گروپ کا رول ادا کیا اور مثبت رول ادا کیا۔

سوال: دنیا بھر میں مسلمانوں پر جاری مظالم کے حوالے سے اس کانفرنس میں بات کیوں نہیں کی گئی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ان ایشوز پر کچھ لوگوں نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن ان کو چپ کرا دیا گیا کہ یہ ایک ٹیکنالوجی کانفرنس ہو رہی ہے لہٰذا مسلمانوں پر مظالم کا یہ فورم ہی نہیں ہے۔ لیکن اس کانفرنس کا نتیجہ یہ نکلا سعودی عرب نے او آئی سی کا اجلاس اسلام آباد میں بلانے کا اعلان کیا ہے اور اُمید ہے کہ اس میں یہ سارے ایشوز زیر بحث آئیں گے۔

رضاء الحق: اس وقت مسلم ممالک بطور امہ اس پوزیشن میں ہیں ہی نہیں کہ وہ اپنا ایک بلاک بنا کر خلوص کے ساتھ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر بات کر سکیں۔ یہ نائن الیون کے بعد والے ایشوز نہیں ہیں بلکہ اس سے پہلے بھی مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جاتے رہے ہیں۔ صومالیہ کی مثال موجود ہے کہ وہاں پر یورپ کی بہت ساری طاقتیں بشمول فرانس اور امریکہ یہاں تک کہ یو ایس ایس آر وہاں حملے کرتے رہے پھر وہاں پر سول وار شروع کرائی گئی۔ پھر سوڈان کے اندر بھی یہ واقعات سامنے آئے۔ پھر یوگوسلاویہ، بوسنیا کے اندر یہ چیزیں سامنے آئیں۔ اس کے بعد پھر افغانستان، عراق، لیبیا، شام وغیرہ میں یہ مظالم ہوتے رہے۔ اب آگے کشمیر سمیت پورے انڈیا میں یہ معاملات شروع ہو چکے ہیں۔ ان مظالم پر مسلمانوں کو کسی نہ کسی فورم پر بات کرنی چاہیے تھی لیکن مسلمان ممالک اس وقت ایک پیج پر نہیں ہیں حالانکہ اس کی اس وقت شدت سے ضرورت ہے۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ عالمی طاقتوں

کے آلہ کار نہ بنیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات پیدا کریں اور اپنی اپنی عصبیتوں کو ختم کریں۔ جب تک یہ عصبیتیں ختم نہیں ہوتیں تو اس وقت تک ان کانفرنسز اور گروپس کا فائدہ نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: عرب والوں نے فلسطین کے مسئلہ کو اپنے ہاں سے ختم ہی کر دیا ہے۔ اس پر کوئی بات ہی نہیں کرتا۔ ایران تو عرب وعجم کے بہت پرانے نسلی تعصب میں مبتلاء ہے اور وہ اپنی پرانی بادشاہت کے احیاء کا خواہاں ہے۔ مصر کا ایک طبقہ بھی پرانی فرعونی تہذیب کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اسی طرح ترکی خلافت عثمانیہ کو یاد کر رہا ہے کہ ہماری تو بہت بڑی ایمپائر تھی۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ مسلم ممالک میں ایک مسلم اُمہ کی سوچ پروان چڑھے۔ اسی تناظر میں ایک ڈپلومیسی اختیار کی جائے اور معروف مسلمان لیڈر اکٹھے ہو کر اس ڈپلومیسی کے تحت مسلمانوں کے درمیان سے نسلی، لسانی اور علاقائی عصبیت کو ختم کرنے کی کوشش کریں، پھر کسی مسلمان ملک میں کوئی ایسی کانفرنس ہو جہاں پر مسلمان لیڈر اکٹھے ہوں تب کوئی بات بن سکے گی۔

سوال: کیا سونے کو بطور کرنسی اور بارٹر سسٹم کے تحت کاروبار کرنے کی تجویز دینا قابل عمل ہے؟

رضاء الحق: اس دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر چل رہا ہے جو پہلی جنگ عظیم کے بعد سے شروع ہو چکا تھا جب انہوں نے خلافت عثمانیہ کو ختم کیا اور مسلمانوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا۔ اس میں سیاسی آرڈر یہ تھا کہ ریاست کو جمہوری انداز سے چلانا ہے۔ اسی طرح معاشرتی سطح پر بھی انہوں نے ایک روڈ میپ دے دیا۔ ان کا ایجنڈہ کی طرح کا ہوتا ہے لیکن مجموعی طور پر ان کی پالیسی ایک ہی ہوتی ہے چاہے وہ معاشی پالیسی ہو یا ثقافت کی ہو یا سیاسی ہو۔ درمیان میں ایک وقفہ ایسا آیا جس میں ایک کمیونسٹ سوچ سامنے آئی جو کیپٹلسٹ سوچ کے مقابلے پر تھی۔ لیکن جب 1945ء میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک بنے اور بریٹن ووڈ سامنے آیا جس پر تمام ممالک بشمول مسلم ممالک نے دستخط کیے اور کہا کہ کسی بھی تجارت میں سونا استعمال نہیں ہوگا۔ گویا اس کو باقاعدہ حرام قرار دیا گیا۔ پھر 70ء میں جب وہ پیٹروڈالر میں تبدیل ہونا شروع ہوا تو اس کے بعد کوئی ایسا ذریعہ نہیں رہ گیا جس میں آپ دنیا میں رائج الوقت سسٹم سے ہٹ کر معیشت کو چلانے کا کوئی طریقہ کار استعمال کر سکیں۔ اس حوالے سے مختلف ممالک نے کوشش کی بھی ہے، مثلاً صدام حسین اور کرنل قذافی نے یہ کوشش کی تھی کہ سونے کے اندر ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو نشان عبرت بنا دیا گیا۔ اب بارٹر کے ذریعے محدود پیمانے پر تجارت ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر تیل کے بدلے میں کچھ دوسری چیز لے سکتے ہیں لیکن اس حوالے سے بھی پابندیاں ہیں۔ ایران کے اوپر امریکہ نے پابندیاں لگائی ہوئی ہیں لہٰذا وہ فروخت ہی نہیں کر سکے گا۔ اب کوئی لے گا تو وہ کیا بارٹر کرے گا۔ اگر کوئی بارٹر سسٹم کے تحت تجارت کرنا چاہتا ہے تو وہ انڈیا اور چین کے ساتھ کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے پاکستان، ترکی یا ملائیشیا کے ساتھ اس طرح کی تجارت کرنے کی کوشش کی تو ان پر امریکہ پابندیاں لگا دے گا۔ اسی طرح بارٹر سسٹم کے تحت بڑے سکیل پر اکانومی نہیں چل سکتی۔ جہاں تک سونے کو بطور کرنسی استعمال کرنے کا تعلق ہے تو وہ اس وقت کم از کم ممکن نہیں ہے۔ اگر ساری دنیا خاموش بھی ہو جاتی ہے اور قبول بھی کر لیتی ہے کہ پاکستان، ترکی، ایران اور ملائیشیا سونے کے اندر ایک دوسرے سے تجارت کریں تو جب یہ بات بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ میں جائے گی تو وہاں پر آپ کو لازماً کرنسی، کریڈٹ کارڈز وغیرہ اور عالمی مالیاتی اداروں کے اصول وضوابط کو فالو کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: سونے اور بارٹر سسٹم کے ساتھ وہی ملک تجارت کر سکتا ہے جس کی اپنی معیشت بہت مضبوط ہو اور ان کے پاس سونے کے ذخائر بھی بہت ہوں۔ چین اور روس جیسے ممالک جو معاشی لحاظ سے بہت مضبوط ہیں وہ بھی اس وقت اس طرح کا initiative نہیں لے رہے اور وہ بھی اس وقت دنیا کے ساتھ ڈالر میں ہی تجارت کر رہے ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ ہر ملک کی معیشت اب دوسرے ممالک کی معیشت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ آپ اپنے آپ کو isolate نہیں کر سکتے۔ ہمارے مسلمان ممالک بہت ساری چیزوں میں خود کفیل نہیں ہیں اور دوسرے ممالک پر انحصار کرتے ہیں۔ البتہ اسلامک اکانومی تو ماضی میں سونے اور بارٹر سسٹم کے تحت ہی چلتی رہی ہے۔ آئیڈیل طریقہ تو یہی ہے لیکن عملی طور پر اس وقت یہ مشکل ہے۔

سوال: سعودی عرب کی او آئی سی میں عدم دلچسپی کی بنا پر کون سا ملک امت مسلمہ کی سربراہی کا رول ادا کر سکتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ بہت اہم سوال ہے۔ ماضی قریب میں سعودی عرب کی یہ پوزیشن تھی کیونکہ وہاں مسلمانوں کے مقدس مقامات ہیں اور دنیا کے سارے مسلمان ان سے ایک جذباتی وابستگی رکھتے ہیں۔ پھر وہاں پر شریعت کے کچھ قوانین بھی نافذ تھے اس وجہ سے بھی لوگ اس کی طرف دیکھتے تھے۔ یعنی مسلمان ممالک کے لیے وہ ایک درجے میں رول ماڈل تھا۔ لیکن اب وہاں بھی مغرب کی روشن خیالی کے سائے میں جو تبدیلی آرہی ہے اس کی وجہ سے اخلاقی طور پر اس کی پوزیشن کمزور ہو رہی ہے۔ حالانکہ جب او آئی سی کا پلیٹ فارم قائم ہوا تھا تو وہ بہت اہمیت کا حامل تھا اور اس میں سعودی عرب کا بہت اہم رول بھی تھا لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ مسلم ممالک میں سے کوئی اکیلا ملک اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ لیڈنگ رول ادا کر سکے۔ اصل میں مسلمان ممالک کے سربراہ اپنے خول سے باہر نہیں آرہے۔ وہ بھی نسلی قومیت کے خول میں بند ہیں۔ البتہ اگر حالیہ کارکردگی کو دیکھیں تو ترکی نے پہلے روہنگیا اور پھر کشمیری مسلمانوں کے حق میں کافی آواز بلند کی ہے۔ پھر طیب اردگان مسلمانوں کے حق میں بہت آگے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ملائیشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد نے بھی کشمیری مسلمانوں کے حق میں بہت مضبوط موقف اختیار کیا۔ وقت کی ضرورت یہی ہے کہ اُمت مسلمہ ترکی اور ملائیشیا کی طرف ہی دیکھ رہی ہے تو ان ملکوں کو ٹریک ٹو ڈپلومیسی کے ساتھ ایسے اقدامات اٹھانے چاہئیں، دوسرے مسلمان ممالک کو ساتھ ملانا چاہیے اور سب مل کر ایک کوشش کریں تو پھر اُمت مسلمہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتی ہے۔ کوئی ایک ملک اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ کھڑا ہو کر لیڈر بننے کا دعویٰ کر سکے گا۔

رضاء الحق: جب تک ہم عالمی طاقتوں کے چنگل سے نہیں نکلیں گے اور ان کو نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک آپس میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جس طرح کہ ہم سے اللہ چاہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪﴾

''اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔'' (آل عمران: 103)

جب تک ہم بلاتفریق ایک پلیٹ فارم پر متحد نہیں ہوں گے اس وقت تک یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو پائے گا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

فرنگی مدنیت کے فتوحات

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

2019ء رخصت ہوا۔ کاروبار دنیا کی طرح کاروبار زندگی میں بھی سال پورا ہونے پر سٹاک ٹیکنگ (کاروبار کا تنقیدی جائزہ) کی ہی جانی چاہیے۔ نفع نقصان، کیا کھویا کیا پایا۔ انفرادی بھی اجتماعی بھی۔ ہماری قومی اور عالمی زندگی میں شمسی سال کارفرما ہے۔ سو سالِ رفتہ میں کیا نیا تھا؟ دو بڑے ممالک میں زمین چودھریوں کے قدموں تلے سرکی ہے، امریکہ اور بھارت۔ افغانستان میں امریکہ کو بہ زبانِ حال اپنی پسپائی و ہزیمت کو قبول کرنا پڑا ہے۔ طالبان کے ساتھ انہی کی شرائط پر (49 ممالک کے عساکر کے مقابل) مذاکرات کے ذریعے باعزت انخلا کا راستہ تلاش کرنے میز پر آنا پڑا۔ ایک مرتبہ زچ ہوکر ٹرمپ نے مذاکرات منقطع کیے مگر جلد ہی اپنا تھوکا چاٹ کر پھر آبیٹھے۔ مودی نے ترنگ میں آکر کشمیر اور بھارت میں مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے اور بے دخل کرنے کے جو اقدامات کیے، خلافِ توقع اسے لینے کے دینے پڑ گئے۔ پورے بھارت میں آگ بھڑک اٹھی۔

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سو و رنگ و بو
ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بت سنگیں دل و آئینہ رو

دنیا بھر میں ایک طرف حاکمیت کا بت سنگیں دل، جبر وتشدد کے کوڑے سے انسانوں کو ہنکار رہا ہے۔ دوسری طرف نہ صرف مسلمان آبادیاں بلکہ فرانس میں پیلی جیکٹ تحریک اور ہانگ کانگ میں مظاہروں میں استقامت ضربت پیہم کا استعارہ ہیں۔ پوری دنیا پر ہی استحصالی جتھوں اور عالمی غنڈوں کی حکمرانی ہے۔ جہانِ نو کو پیدا ہونا ہے۔ تاہم عالمی شعور کس حال میں ہے، تو نئے سال کی آمد پر دنیا کی بہت بڑی آبادی حیوانی سطح پر ''کھالے پی لے جی لے!'' مزے ہی مزے کی کیفیت میں ہم دیکھتے ہیں۔ نئے سال کو بے پناہ وسائل کی بربادی سے دنیا بھر کے چھوٹے بڑے ممالک میں جس رنگ ترنگ سے منایا گیا، انسانوں کے ریوڑ گلوبل سطح پر احمقوں کی طرح منہ اٹھائے رنگ و نور کے سیلاب میں گم تھے۔ موسیقی، ہر آن بدلتے روشنیوں، آتش بازیوں کے مناظر۔

دوبئی، لندن، دنیا بھر کے بڑے شہروں کی ان رنگینیوں کے پار، لامنتہا بمباریوں کے ستائے بے وطن مہاجروں کے قافلے، خیمہ بستیاں برفاب پانی میں ڈوبی، گولیوں کی تڑتڑاہٹ، پھول بچوں کی خونچکاں لاشیں، عقوبت خانوں میں جرم بے گناہی کے مارے، کشمیر، شام، فلسطین، روہنگیا...... (لکھتے لکھتے، پڑھتے سنتے ہمارے لوگوں پر تو بے زاری بے حسی طاری ہوگئی!) سورج چار دن پہلے تو ہماری دنیا کو دیکھتا گہنایا رہا۔ مت دیکھو میری طرف، تم دنیا میں اندھے بن کر جی رہے ہو، میرے غم و غصے کی تابکاری شعاعیں عملاً تمہاری بینائی نہ سلب کرلیں۔ دنیا نے نگاہ نیچی کرلی لیکن پھر یہی مرد وزن کے بے شعور اختلاطی ریوڑوں کے ہجوم برج خلیفہ دوبئی پر لال پیلی نیلی رنگین روشنیوں کے مناظر میں ڈوبے، امت کے حال زار سے بے بہرہ مسلمان اپنی بے حسی پر مہر ثبت کررہے تھے۔ ایک طرف بچوں، زخمیوں کی لہولہان چیخیں اور کراہیں تھیں عالمِ اسلام میں۔ دوسری طرف مستی بھری سیٹیاں اور چیخیں! یورپ و دیگر مغربی دنیا کو کیا رونا! خود کشکول زدہ پاکستان میں بحریہ ٹاؤن میں ایفل ٹاور (پاکستان میں فرانس!) پر آتش بازی سے ترقی کی ساری منزلیں عبور کرلیں۔ دنیا کے شانہ بہ شانہ عیش وطرب میں حصہ دار بن کر۔ من چلوں کے بھنگڑے، ون ویلنگ، فائرنگ، پٹاخے دھماکے۔ صبح اس حال میں ہوئی کہ گیس، بجلی، پٹرول، ڈیزل، آٹا بھی مہنگائی کے برج خلیفہ پر چڑھ گئی۔

سال نو کا تحفہ، رات بھر ناچتی گاتی قوم کو یوں دن چڑھتے ہی دے ڈالنا، سفا کی بے رحمی کا مظہر ہے! ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اس سب کے باوجود وزیراعظم نے ایک مرتبہ پھر ریاست مدینہ کا پہاڑہ پڑھا ہے۔ دونوں حوالوں سے ریاست مدینہ دیکھ لیجیے! ہجرت نبوی تا خلافت راشدہ، دینی حوالہ دیکھئے اور تاریخ کے آئینے میں آج کے پاکستان کی صورت ملاحظہ ہو۔ دور کیا جانا صرف بنیادی فریضہ نماز کی بات کیے لیتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں صرف 13 فیصد آبادی نماز پنجگانہ ادا کرتی ہے۔ نماز وہ فرض ہے جو سب سے کم عمر میں لاگو ہوتا ہے۔ کریم وشفیق نبی ﷺ نے عام حالات میں بچوں کو مارنے سے منع فرمایا کہ یہ جنت کے پھول ہیں انہیں مت مارو! مگر نماز پر مارنے کی اجازت دی کہ اگر دس سال کے بعد نہ پڑھے تو تادیب کرو! یہاں پیلی پڑی گوبھی کے پھول 40،50 سال کی عمر میں نماز سے بے نیاز زندگیاں گزار رہے ہیں! بالخصوص حکمران، سیاست دان تو اکثر ہی رنگے ہاتھوں یوں پکڑے گئے کہ سورۃ الفاتحہ و اخلاص تک سے نابلد ہیں۔ سو قومی قیادتیں، ذہنی شعوری مذہبی اعتبار سے 10 سال سے کم عمر ہیں؟ ابھی نماز فرض نہیں ہوئی؟ ایسا فردکس درجہ غیر ذمہ دار، حق ناشناس، فرائض سے بے بہرہ ہے جو خالق کے حکم کی پکار پر دن میں پانچ مرتبہ بہرہ بنا رہتا ہے۔ بہرے تو ہیں! نہ اللہ کی پکار نہ ہی مظلوم عوام کی چیخیں سنائی دیتی ہیں۔ سیرت و کردار کے بحران کی بنیادی وجہ تو نماز سے بے نیازی ہے۔ سو 87 فیصد بے نماز پاکستانیوں پر مبنی ریاست مدینہ؟ یہ 13 فیصد نمازی بھی نصف تو مدارس و مساجد سے وابستگان ہی ہوں گے جن کے سر پر ملک چل رہا ہے۔ ابھی تو یہ تصریح بھی نہیں ہے کہ مردوں میں سے گھروں میں (زنانہ) نماز پر اکتفا کرنے والے کتنے ہیں۔ ریاستِ مدینہ میں تو منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بھی پانچ وقت مسجد میں حاضری دیتا تھا! یہ تو ایکسرے ہے ہماری مذہبیت کا!

اب رہی یہ بات کہ وزیراعظم نے فلاحی مملکت بنانے کا عزم ظاہر کیا جہاں یتیموں، بیواؤں اور غرباء کا خیال رکھا جائے گا۔ فی الحال تو مہنگائی، بے روزگاری کے ہاتھوں خودکشیوں کا جو تناسب ہے اس سے یتیموں، بیواؤں، غربت زدگان کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ جب کافی اکٹھے ہو جائیں گے تو فلاحی ریاست بھی بنادیں گے۔ یہ بھی خبر تھی کہ 100 روپے کے سکے پر 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' سے 'اسلامی' حذف کردیا گیا ہے۔ عملاً تو کب کا حذف ہو چکا۔ رہی جمہوریہ تو وہ بھی بچہ جمہورا بنی پڑی ہے۔ جمہوریت کے حسن کے تذکرے بہت رہتے ہیں۔ عوام کُش، سانسیں سلب، جان بلب، زندہ درگور کردینے والی بھوتنی حسینہ' جمہوریت کے تحائف بھی اس کے مزاج کے مطابق قوم کو دیئے جارہے ہیں از قسم مہنگائی۔ گھر چھین کر سڑکوں پر لاڈالا۔ پھر عارضی پناہ گاہوں کی چوسنی متعارف کروادی۔ جمہوریت ہی کا ایک حسن یہ بھی ہے کہ حکومت ایم کیو ایم کی بیساکھیوں پر کھڑی ڈول رہی ہے۔ سات

ممبران پر پارلیمنٹ لرز رہی ہے۔ بلاول وزارتوں کا دانہ ڈال کر پچکار رہا ہے۔ یہ حسن بھی تو دیکھئے کہ الطاف حسین مودی سے پینگیں بڑھاتے (جب وہ مسلمانوں کو بھارت بدر کرنے کے درپے ہے) دیکھے جا رہے ہیں۔ قتل و غارت گری اور بھتوں کے سارے دو دہائیوں کے سربستہ راز آشکار ہو چکے۔ ریاست مدینہ کا حوالہ بدستور قائم ہے!

موسمی شدت نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ گلوبل وارمنگ نامی بلا نے دنیا کو رہنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ اس کی وجوہات ساری عالمی چوہدریوں کے سر ہیں۔ صنعتوں کا تذکرہ تو بہت ہوتا ہے لیکن دنیا بھر کو اسلحے کے انباروں سے بھر دینے والا امریکہ اور اس کے حواری بمباریوں کا حوالہ کہیں آنے نہیں دیتے، جبکہ گلوب بھر کی رگوں میں بارود اتار دینے کا نتیجہ یہی تو ہوگا۔ ان کے ہاں سائنسی تحقیق کے عالمی ادارے معاشی اور سیاسی مفادات کے تابع ہیں۔ سو یہ بنیادی سائنسی حقیقت کہیں بیان نہیں ہوتی۔ حال ہی میں MOAB، بموں کی ماں، افغانستان میں استعمال کیے جانے کے عملی نتائج سامنے آ چکے ہیں۔ زراعت، پانی، ہوا پر اثرات۔ انسانوں جانوروں کی صحت سلامتی پر تابکاری اثرات، روز افزوں کینسر، بچوں میں اعضاء کا مفلوج ہونا۔ غرض انسانیت کو ہر سطح پر جو ہلا کو چرکے لگائے ہیں اس کا نتیجہ وہ خود بھی بھگت رہے ہیں اور ظلم پر گونگا شیطان بنی دنیا بھی۔ معیشت بھی ڈوب رہی ہے ان کی۔ صنعتوں کا کمایا موسموں میں گنوا رہے ہیں۔ سرمائی برفانی طوفانوں کی بے قابو تباہی کے تھپیڑے، گرمائی بگولے اور آگ کا عذاب اب مسلسل شمالی امریکہ، یورپ، آسٹریلیا سبھی کے درپے ہے۔ 2011ء سے امریکی، اسدی روسی بمباریوں سے کھنڈر بنے شام میں 3 لاکھ 70 ہزار شامی مارے جا چکے ہیں۔ اسے جاری رکھنے کو روس نے 18 مرتبہ ویٹو استعمال کیا۔ بھگتان تو دینا ہوگا سبھی کو۔ گلوبل وارمنگ میں مظلوموں کی آہوں کے شرارے بھی تو شعلے بن کر ان پر برستے ہیں! معیشت کا حال یہ ہے کہ اب امریکہ میں متوسط طبقے کے ہزاروں لوگ گھروں سے محروم گاڑیوں میں رہتے ہیں، سوتے ہیں۔ کرایہ دینے سے عاجز۔ کیلی فورنیا اور ورجینیا تک میں طویل رپورٹ چشم کشا ہے۔ ہر سال 3 ہزار لوگ کرائے کے گھروں سے عدم ادائیگی پر بے دخل ہو کر سڑک پر جا پڑتے ہیں! تم مسلمانوں کو بےگھر کرتے خود اب مکافات کی زد میں ہو!

بے کاری و عریانی و مے خوری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(02 تا 08 جنوری 2020ء)

☆ جمعرات (02 جنوری کو) صبح 09:00 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو تقریباً 12:00 بجے تک جاری رہا۔

جمعہ (03 جنوری کو) قرآن اکیڈمی میں بعد نمازِ جمعہ آسٹریلیا، سڈنی سے آئے ہوئے رفیق تنظیم اظہر علی سے ملاقات رہی۔ اس کے بعد کراچی سے آئے ہوئے سینئر رفیق محمد اسلم علوی نے اپنے بیٹے محمد عدنان کے ہمراہ ملاقات کی۔ پیر (06 جنوری) کو قرآن اکیڈمی میں بعد نمازِ عصر حلقہ گوجرانوالہ کے رفیق لیفٹیننٹ کرنل (ر) عاشق حسین سے ملاقات رہی۔

منگل (07 جنوری) کو تقریباً 10:30 تا 12:00 بجے دن دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں گزارا، اسی دوران تنظیم کے ذمہ داران سے ملاقات رہی۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

”قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد“ میں

26 جنوری تا یکم فروری 2020ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

31 جنوری تا 2 فروری 2020ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء

اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-7223010، 0321-6096068

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

اخلاق کی اہمیت

مولانا انعام اللہ حقانی، استاد کلیۃ القرآن، لاہور

اخلاق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق: ''مؤمنوں میں سے سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' (ترمذی)

یہ بھی آپ ﷺ ہی کا ارشادِ گرامی ہے: ''مؤمن اچھے اخلاق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو رات بھر عبادت کرنے اور دن بھر روزہ رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔'' (ابوداوٗد)

ایک صاحب نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ: ''اے اللہ کے نبیؐ! وہ کون سی چیز ہے جو سب سے زیادہ دخولِ جنت کا سبب بنتی ہے، آپؐ نے فرمایا اللہ کا تقویٰ اور خوش خلقی، پھر پوچھا گیا وہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے عام طور پر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، آپؐ نے فرمایا منہ اور شرم گاہ۔'' (الترمذی)

یہ آپ ﷺ کے مبارک اقوال ہیں مگر آپؐ کے اعمال بھی ایسے ہی تھے، آپؐ کا کردار گفتار کا آئینہ دار تھا، آپؐ مجسم اخلاق تھے، دوستوں اور محسنوں کے ساتھ بداخلاقی کا کیا سوال، اپنے بدترین دشمنوں کے لیے بھی آپؐ کے دامن میں مغفرت کی دعاؤں اور حسنِ اخلاق کے سوا کچھ نہ تھا، جبکہ ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ہم دشمنوں اور مخالفین کے سامنے تو حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کیا کریں گے، اپنوں کے ساتھ بھی ہم بدترین اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

حیا، غصہ پی جانا، قناعت، زہد و ورع، خیر خواہی، وفاداری، تواضع، میانہ روی، سخاوت اور سچائی۔ یہ سب اچھے اخلاق ہیں مگر ان میں سے کون سا خلق ہے، جو کامل درجے میں اور عمومی طور پر ہمارے اندر پایا جاتا ہے حالانکہ حیا کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''حیا اور ایمان دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی ایک نہ رہے تو دوسرا بھی نہیں رہتا۔'' (الترمذی)

غصہ پی جانے کے بارے میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ اجر والا گھونٹ غصے کا گھونٹ ہے جسے کوئی بندہ محض اللہ کی رضا کے لیے پی جاتا ہے۔''

قناعت کے بارے میں فرمایا: ''وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کیا، اسے بقدرِ ضرورت رزق عطا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی عطا پر قناعت کرنے کی توفیق دے دی۔'' (الترمذی)

اسی طرح دوسرے اخلاقِ حسنہ کی آپؐ نے فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اخلاقِ حسنہ کے مقابلے میں اخلاقِ ذمیمہ کی سرورِ دو عالم ﷺ نے سخت الفاظ میں مذمت بیان فرمائی ہے، آپ جھوٹ کو لے لیجیے جسے آپؐ نے منافق کی تین نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے، لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا، نہ دوستی قائم رکھی جا سکتی ہے، نہ تعلقات خوشگوار ہو سکتے ہیں، نہ تجارت ہو سکتی ہے، نہ دکان چل سکتی ہے، نہ سیاست اور حکومت کی جا سکتی ہے، چنانچہ ہر شعبے میں جھوٹ ہی کا چلن دکھائی دیتا ہے۔

آپ وعدہ خلافی کو لے لیجیے! جو کہ ایک متعدی بیماری کی صورت میں ہمارے عوام اور خواص میں عام ہو چکی ہے، بڑے بڑے لوگ وعدہ خلافی کرتے ہیں اور اسے کوئی عیب بھی نہیں سمجھتے، قرض لے کر بروقت ادا نہ کرنا، معین وقت پر تقریب کا آغاز نہ کرنا، کسی پروگرام میں شرکت کا وعدہ کر کے شریک نہ ہونا، بیع و شراء کا معاہدہ کر کے پھر جانا، یہ سب وعدہ خلافی کی وہ صورتیں ہیں جن میں ابتلاء عام ہو چکا ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے قیامت کے دن وعدہ خلاف انسان کی ذلت اور رسوائی کے بارے میں فرمایا کہ: ''ہر غدار اور وعدہ خلاف کے لیے قیامت کے دن اس کی وعدہ خلافی کے بقدر جھنڈا بلند کیا جائے گا۔'' (مسلم)

کون نہیں جانتا کہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایمانی انوار ختم ہو جاتے ہیں، یہ فتنہ و فساد کی ایسی بنیادی وجہ ہے جس کی وجہ سے باہمی تعلقات خراب ہو جاتے ہیں اور محبت کا رشتہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، نامعلوم کتنے گھرانے، کتنے ادارے اور کتنی جماعتیں غیبت اور بہتان تراشی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہیں۔ قرآن پاک میں غیبت کو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے، جسے مومن تو مومن کافر بھی انتہائی قبیح اور قابلِ نفرت سمجھتا ہے۔ لیکن کتنے مسلمان ہیں جو غیبت اور چغلی سے اپنا دامن بچا کر رکھتے ہیں؟ کتنے ہیں جو جھوٹ بولنے سے نفرت کرتے ہیں؟ کتنے ہیں جو غصے کے وقت آپے سے باہر نہیں ہوتے؟ کتنے ہیں جو حسد اور نفرت کی نجاست سے اپنے دل کو آلودہ نہیں ہونے دیتے؟ کتنے ہیں جو سود، جوا، ملاوٹ، دھوکہ فریب، رشوت اور خرید و فروخت کے ناجائز طریقوں سے بچ کر صرف حلال روزی پر اکتفاء کرتے ہیں؟

اگر ہم سب اپنا محاسبہ کریں گے اور گرد و پیش کا جائزہ لیں گے تو ہم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ آج ہمارے اخلاق تباہی اور زوال کا شکار ہیں، اس تباہی اور زوال پر کڑھنے کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و اخلاق کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین!

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، ممتاز آباد کے رفیق جناب آفتاب یاسین کے سسر علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

مرکزی انجمن خدام القرآن کا سینتالیسواں سالانہ اجلاس

مرتضیٰ احمد اعوان

مرکزی انجمن خدام القرآن کا سینتالیسواں سالانہ اجلاس 29 دسمبر 2019ء بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ جس میں انجمن سے وابستہ افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے ابتدا میں مہمانوں کی چائے اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز گیارہ بجے ہوا۔ انجمن کے مدیر عمومی محمود عالم میاں نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ قرآن اکیڈمی مسجد کے امام قاری احمد ہاشمی نے سورۃ الحشر کی آیات کی تلاوت اور ترجمہ بیان کیا۔ تلاوت کے بعد مدیر عمومی نے گزشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی جس کی تمام حاضرین نے توثیق کی۔

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے انجمن کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ انجمن کو قائم ہوئے 47 سال ہو چکے ہیں۔ اس کے کل ممبران کی تعداد 1111 ہے۔ شعبہ مطبوعات کے تحت ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی تفسیر بیان القرآن کے اہم مضامین پر مشتمل ایک نئی کتاب ''منتخبات بیان القرآن'' شائع کی گئی۔ شعبہ تحقیق کے زیر اہتمام اس سال محاضرات قرآنی کا پروگرام ہوا۔ ڈاکٹر صہیب حسن لندن سے تشریف لائے تھے اور انہوں نے ''قرآنی عربی اور اس کے دقیق نکات'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ شعبہ خط وکتابت کے تحت آن لائن کورس بھی جاری رہا۔ قرآن آڈیٹوریم میں درس قرآن وحدیث بھی جاری رہا۔ اس سال قرآن اکیڈمی کی مسجد میں حافظ عاطف وحید نے دورہ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری بہت عمدگی سے نبھائی۔ اس سال مکتبہ کی مجموعی سیل 1,12,30,392 روپے رہی۔

ناظم شعبہ سمع وبصر جناب آصف حمید نے شعبہ کی کارکردگی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا شعبہ الیکٹرانک، سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ادا کر رہا ہے۔ زمانہ گواہ ہے کہ پروگرام باقاعدگی سے ریکارڈ ہوتا رہا اور پھر اس کی ویڈیوز یوٹیوب اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ پر اپ لوڈ کی جاتی رہیں۔ 2008ء سے ہم نے ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا تمام ڈیٹا سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور اب تک تقریباً تین ہزار سے زائد ڈاکٹر صاحب کے خطابات اور کلپس ز''ڈاکٹر اسرار احمد آفیشل'' پر اپ لوڈ کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ویڈیوز کے چھوٹے چھوٹے کلپس بنا کر ان کو واٹس اپ کے ذریعے تقریباً تین لاکھ لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب کے آفیشل پیج پر تقریباً 12 لاکھ سبسکرائبر موجود ہیں جن کے ساتھ ہمارا مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ سوشل میڈیا کا معاملہ بہت حساس ہوتا ہے اس لیے ہمیں مسلسل اس کی نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ بھارت میں ہندوؤں کی کثیر تعداد ہمارے پروگرام دیکھتی ہے۔ ان کی طرف سے سوالات اور comments آتے ہیں جن کا ہم جواب دیتے ہیں۔

انچارج شعبہ تحقیق اسلامی جناب حافظ عاطف وحید نے اپنے شعبہ کی کارکردگی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ شعبہ تحقیق کے تحت کلیۃ القرآن، رجوع الی القرآن کورسز، آئی ٹی سیکشن، ڈاکٹر رفیع الدین فاؤنڈیشن وغیرہ جیسے تعلیمی پروگرام چل رہے ہیں۔ کلیۃ القرآن میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ ایم اے تک عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ الحمدللہ! درس نظامی کے تین بیجز مکمل ہو چکے ہیں اور چوتھا بیج چل رہا ہے۔ رجوع الی القرآن پارٹ ون اور ٹو کے دونوں کورسز اچھی strength کے ساتھ چل رہے ہیں۔ کلیۃ کے نئے کیمپس کی تعمیر کے حوالے سے ہم نے اپنا کام مکمل کر کے LDA کے دفتر میں اپنی فائل جمع کروائی ہوئی ہے لیکن LDA کے ادارے میں ڈیڑھ دو سال سے کوئی نیا پراجیکٹ منظور نہیں ہو رہا۔ ان کے پاس پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک ہمیں این او سی نہیں مل سکی جس کی وجہ سے یہ کام ابھی تک تعطل کا شکار ہے۔ ہمارے ساتھی عاصم جاوید صاحب اس حوالے سے کوشش کر رہے ہیں۔ انسداد سود کا مقدمہ فیڈرل شریعت کورٹ میں چل رہا ہے لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ کورٹ کا فیصلہ تو آ جاتا ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے ریاستی اداروں کی اہم شخصیات کو سود کی شناعت اور نقصان سے آگاہ کرنے کا پروگرام بنایا اور ہم کافی لوگوں سے ملاقاتیں کر چکے ہیں اور ہم نے اس حوالے سے کافی مثبت پیش رفت کی ہے۔ مولانا چترالی کے ترمیمی بل کے تحت بھی ہم کام کر رہے ہیں۔ ہم ایک ڈاکومنٹ اور روڈ میپ تیار کر رہے ہیں جو حکومت کی خدمت میں پیش کریں گے تاکہ حکومت کو عدالت کے فیصلے کو نافذ کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے لیے ہم نے کچھ افراد پر مشتمل ایک گروپ بنایا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کاروباری لوگوں کا بھی ایک گروپ تیار کیا ہے تاکہ اگر حکومت سود کے خاتمے کے لیے کچھ نہیں کر رہی تو کاروباری لوگ اپنے کاروبار میں سے سود کو کس طرح نکال سکیں گے۔

رفیق تنظیم اسلامی جناب ذیشان محمود نے آئی ٹی سیکشن کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ہم نے چار ویب سائٹس بنائی ہیں۔ جن میں مختلف کتب رکھی گئی ہیں۔ اگر کسی نے کوئی لفظ تلاش کرنا ہو تو ان میں لکھنے سے مطلوبہ لفظ سرچ کیا جا سکتا ہے۔

(1) www.tanzeemdigitallibrary.com اس ڈیجیٹل لائبریری میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی ایک سو سے زائد کتب اپ لوڈ کی گئی ہیں۔ یہ سارا مواد یونی کوڈ فارمیٹ میں ہے۔

(2) www.giveupriba.com سود کے حوالے سے معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات، مختلف علماء کی کتب وغیرہ اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

(3) www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یار رحمہ اللہ کے لیکچرز، علوم قرآن پر مشتمل مضامین، لغات واعراب قرآن: ترجمہ قرآن کی لغوی ونحوی بنیاد والا مواد اس ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔

(4) www.drrafiuddin.com کے عنوان سے ویب سائٹ پر کام جاری ہے۔ عنقریب اس پر بھی ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کی کتب اور مضامین والا مواد ڈال دیا جائے گا۔

ناظم مالیات احسن الدین صاحب نے انجمن کے مالیات کی سمری پیش کی۔

صدر انجمن جناب ڈاکٹر ابصار احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ ایک عیسائی سکالر رابرٹ جیکسن نے ''حسن البناء شہید: ایک مردِ قرآنی'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ماہِ دسمبر کے ترجمان القرآن میں شائع ہوا۔ میرا یہ خیال ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ صحیح معنوں میں مردِ قرآنی تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی قرآن کی خدمت کرتے ہوئے گزاری۔ انہوں نے پاکستان کے بڑے اور چھوٹے شہروں کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی دروس قرآن کو عام کیا۔ وہ ایک بامقصد زندگی گزار کر گئے۔ آج کل الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر بہت سے اسلامی سکالرز بھی سرگرم ہیں جن میں مولانا طارق جمیل نمایاں ہیں۔ ان کی ایمان اور اخلاقی موضوعات پر تقاریر پوری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ لیکن دوسری طرف اس پورے خطے میں غیر اسلامی، لبرل، سیکولر فورسز بھی بہت سرگرم ہیں۔ یہ لوگ سیکولرازم، اشتراکیت، سوشلزم بلکہ الحاد کا پرچار کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اسلام اور پاکستان کے حوالے سے مختلف نظریہ رکھتے ہیں جس میں خدا، رسول، آخرت کا کوئی ریفرینس نہیں ہے۔ دوسری طرف ہمارا معاشرہ اخلاقی زوال کے گڑھے میں گرا جا رہا ہے۔ یہاں غربت بے تحاشا ہے لیکن ہماری اشرافیہ اپنے لوگوں میں پیسہ تقسیم کر رہی ہے۔ ہم اللہ و رسول اور آخرت پر عملی نہیں بلکہ صرف قولی ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں کی تہذیب اب فرنگ کی ہو چکی ہے، کیونکہ وہاں جو کچھ پڑھایا جا رہا ہے وہ غیر اسلامی اقدار ہیں جس کی وجہ سے ان کا اسلام سے تعلق نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم مسلمان تو ہیں لیکن ہمیں حقیقی مومن بننا چاہیے۔ مغرب جو اس وقت خلیج میں آ چکا ہے، اس نے دنیا کو ہی جنت بنا لیا ہے لیکن ہم جس جنت کے متلاشی ہیں وہ پردہ غیب میں ہے۔ ہمیں جنت کے حصول کے لیے عمل کرنا ہے۔ علامہ اقبال کے اشعار کے مطابق مسلمان کا باطن تقویٰ اور للّٰہیت کے حوالے سے بالکل صاف و روشن ہوتا ہے اور وہ ہنرمند بھی ہوتا ہے۔ یعنی وہ آخرت کی تیاری کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیتا ہے اور دنیا کو شیطانوں کے لیے نہیں چھوڑتا۔ بندہ مومن کو اللہ کی پہچان اور اس کو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھنا چاہیے۔ اور اس کے دل میں اللہ کا ذکر ہونا چاہیے۔ معروف دانشور احمد جاوید صاحب نے بہت گہری بات کہی ہے کہ ہمیں اپنی تنہائی کو مسلمان بنانا چاہیے۔ کیونکہ آج کے دور میں موبائل اور انٹرنیٹ کے ہوتے ہوئے برائی سے بچنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ انڈیا میں مولانا وحید الدین خان اور پاکستان میں جاوید غامدی دین کی کتر بیونت میں لگے ہوئے ہیں۔ مولانا وحید الدین کا خیال ہے کہ آنحضور ﷺ کا اسوہ کاملہ نہیں تھا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسوہ کاملہ تھا۔ ہمیں انجمن کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ انجمن اپنی بساط بھر قرآن و حدیث کی تعلیم و تعلم کے لیے کوشاں ہے۔ متوسلین انجمن کو مجوزہ قرآن یونیورسٹی کے لیے زیادہ سے زیادہ مالی انفاق کرنا چاہیے۔

آخر میں محترم چودھری رحمت اللہ بٹر کی دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

❁❁❁

حلقہ جنوبی پنجاب ملتان میں نئے رفقاء کے لیے تعارفی پروگرام

حلقہ پنجاب جنوبی کے تحت ملتان شہر کی تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کے لیے تعارفی پروگرام 27 نومبر 2019ء بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان میں منعقد ہوا۔ جس میں گیارہ رفقاء نے شرکت کی۔ امیر حلقہ نے شرکاء کا تعارف حاصل کیا، پھر اپنا تعارف کرایا۔ اس کے بعد شریک رفقاء کو تنظیم، بانی محترم اور امیر تنظیم کا تعارف کرایا گیا۔ فرائض دینی کا جامع تصور کا خلاصہ بیان کیا۔ تنظیمی اور حلقہ کے ڈھانچے کی وضاحت کی۔ حلقہ کی تنظیم اور منفرد اسروں کا تعارف پیش کیا۔

اس کے علاوہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مراحل بتائے گئے۔ نئے رفقاء کے لیے پہلی سہ ماہی کے اہداف بتائے گئے۔ آخر میں رفقاء کو باہم مالی لین دین سے متعلق مرکز کی ہدایات بتائی گئیں۔ رفقاء دین کے کام کا عزم لے کر رخصت ہوئے۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

تونسہ شریف میں امیر حلقہ کا خطابِ عام

امیر حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی کا خصوصی خطاب 8 دسمبر بروز اتوار دن گیارہ بجے جامع مسجد مدنی تونسہ شریف میں ہوا۔ امیر حلقہ نمازِ فجر کے بعد معتمد حلقہ و ناظم قرآن اکیڈمی ملتان کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ راستے میں کوٹ ادو قرآن اکیڈمی میں مختصر قیام کیا اور ناظم قرآن اکیڈمی محترم جام عابد حسین سے ملاقات کی۔ مقررہ وقت پر تونسہ پہنچ گئے۔ دن 11 بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تقریباً 80 افراد نے شرکت کی۔ امیر حلقہ نے سورۃ آلِ عمران اور سورۃ المائدہ کی آیات کی تلاوت کی۔ انہوں نے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے دین کے جامع تصور کو اجاگر کیا۔ دینی تقاضے سامنے رکھتے ہوئے ان کی ادائیگی کے لیے سیرت النبی ﷺ سے رہنمائی لینے کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا کہ بیعت کی مسنون بنیاد پر تنظیم سازی اور پھر آپ ﷺ کے انقلابی طریقہ پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی دینی ذمہ داری پوری کر سکیں گے۔ تنظیم اسلامی اسی مقصد کو لے کر معاشرے میں سرگرم عمل ہے۔

خطاب کے بعد امیر حلقہ کی رفقاء تنظیم سے ملاقات رکھی گئی، جس میں انہوں نے رفقاء کو نظم کے ساتھ جڑنے کی ہدایت کی۔ ظہرانے اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد امیر حلقہ اپنے ساتھی رفقاء کے ہمراہ ملتان کی طرف روانہ ہو گئے۔ (مرتب: محمد محمود رضا گجر)

تنظیم اسلامی شاہدرہ کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن برائے خواتین

تنظیم اسلامی شاہدرہ کے زیر اہتمام 30 نومبر کو صبح گیارہ بجے درس قرآن پروگرام برائے خواتین جامع مسجد نور الھدیٰ میں منعقد ہوا۔ درس کی ذمہ داری جناب نعیم اختر عدنان کی بھاوج اُمِ عبداللہ سرانجام دیتی ہیں۔ مدرّسہ کی والدہ تنظیم اسلامی کی رفیقہ ہیں جو اقبال ٹاؤن میں رہائش پذیر ہیں۔ مدرّسہ نے والدہ کے ذریعہ حلقہ خواتین سے رابطہ کر کے اپنے حلقے میں مرکز سے کسی خاتون کا ٹائم مانگا جو بانی محترم کی اہلیہ نے قبول کر لیا۔ انہوں نے خود بھی آنے کا وعدہ کیا اور ساتھ اپنی بیٹی (اہلیہ محمود عالم میاں) کو بھی ساتھ لانے کا وعدہ کیا۔

راقم کو دو دن قبل بذریعہ نعیم اختر عدنان مطلع کیا گیا۔ اس پروگرام کے لیے تین عدد بینرز اور ہینڈ بل تیار کروا کر تقسیم کیے گئے۔ بینرز مختلف مقامات پر آویزاں کیے گئے۔ اس

کے ساتھ رفقاء اور احباب سے رابطہ کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دعوت دینے کی درخواست کی گئی۔ رفقاء سے اپنی خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی تاکید کی گئی۔ پروگرام کا آغاز راقم کی صاحبزادی کی نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ پھر مدرّسہ صاحبہ نے کچھ دیر وعظ کیا۔ اتنے میں بانیٔ محترم کی اہلیہ اور صاحبزادی تشریف لے آئیں۔ پہلے صاحبزادی نے سورۃ الاحزاب کی آیات کے حوالے سے بڑی سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو باقی خداؤں سے نجات مل جائے گی۔

انہوں نے اپنی اولاد کو دورِ حاضر کے فتنوں سے بچانے کی تلقین کی۔

اپنے بچوں کو موبائل سے دور رکھو، ساتر لباس پہناؤ اور بچیوں کو پردے کا عادی بناؤ۔

آخر میں بانیٔ محترم کی اہلیہ نے خطاب کیا اور حاضرات کو وعظ و نصیحت کی۔ آخر میں ناظمہ علیہ نے دُعا کرائی۔

اس پروگرام میں دو سو کے قریب خواتین اور 40 کے قریب بچے اور بچیوں نے شرکت کیں۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام میں تعاون کرنے والے خواتین و حضرات کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین! (رپورٹ: ڈاکٹر سید اقبال حسین، امیر تنظیم اسلامی شاہدرہ)

حلقہ کراچی وسطی کے زیرِ اہتمام ملتزم تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ وسطی کے زیرِ اہتمام ملتزم رفقاء کا ایک خصوصی تربیتی اجتماع 25 دسمبر 2019ء کو قرآن مرکز سالکین بسیرا میں منعقد ہوا۔

پروگرام کا آغاز بعد نماز فجر قرآن حکیم کی تلاوت و ترجمہ سے ہوا۔ جناب وجاہت علی نے تلاوت و ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد ''بیعت سمع و طاعت اور رخصت و اجازت'' کے اہم موضوع پر جناب عزیر ظفر صدیقی نے ایک پُر اثر خطاب کیا۔ خطاب میں بیعت سمع و طاعت کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو نبھانے کے لیے قرآن و سنت کے حوالے سے ترغیب و تشویق دلائی گئی اور بتایا گیا کہ سمع و طاعت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے رخصت و اجازت کے اصول کیا ہیں۔

اس خطاب کے بعد جناب سید محمد اویس نسیم نے ''محمد رسول اللہ ﷺ والذین معہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اویس نسیم نے انتہائی پُرسوز انداز میں سورۃ فتح کی آخری آیات کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہؓ کی محنتوں، کوششوں اور قربانیوں کا تذکرہ کیا جو انہوں نے اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے کیں۔ مقرر نے فجر کی نماز کی انتہائی اہمیت پر قرآن اور احادیث کے حوالوں سے روشنی ڈالی۔

اس کے بعد جناب انجینئر عثمان صاحب نے ''تنظیم اسلامی کی دعوت'' کا مذاکرہ کرایا۔ شرکاء کو بھرپور طریقے سے متوجہ کرتے ہوئے انہوں نے مضمون میں بیان ہونے والی آیتوں اور اہم نکات حاظرین کو یاد کرنے کی مشق کرائی۔ انہوں نے کہا کہ ان مشقوں سے تنظیم کا ہر رفیق خاص طور پر ملتزم رفقاء اچھے اور متاثر کن داعی بن سکتے ہیں۔ رفقاء کے گروپس بنا کر دعوت کی مشق کرائی گئی اور آخر میں ایک مرتبہ بھی مختصر پوائنٹس بورڈ پر بنا کر یاد کروائے گئے۔

چائے کے وقفے کے بعد جناب راشد حسین شاہ نے تعلق مع القرآن، قرآن کے مسلمانوں پر حقوق کے حوالے سے سب حاضرین کو اپنے گریبان میں جھانکنے پر مجبور کیا۔ گفتگو کا موضوع ہی ''قرآن سے ہمارا تعلق، ہم کتنا دور ہیں'' تھا۔ انہوں نے قرآن حکیم کے حقوق ادا کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

نبی اکرم ﷺ کے طریقہ تربیت کے موضوع پر ڈاکٹر انوار علی نے خطاب کیا۔ بیان میں بانی محترم کی تقریر ''اسلام کے انقلابی منشور'' میں بیان کردہ نکات کے حوالے سے رفقاء کو قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا کرنے اور سمع و طاعت کو حرز جاں بنانے کی ترغیب و تشویق دی گئی۔

آخر میں محترم جناب شجاع الدین شیخ، مرکزی نائب ناظم شعبہ تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی نے خطاب فرمایا۔ ''مشن جاری ہے۔ ذمہ داری ہماری ہے'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے رفقاء کی توجہ ایمان حقیقی کے حصول کی طرف دلائی۔ سورۃ الصف کے آیت کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ وقت، جان، مال کی قربانی کا اگر ظہور ہوگا تو وہ صرف ایمان حقیقی کے حصول کے لیے ہوگا۔ مقرر نے اپنے حالیہ دعوتی دورۂ آسٹریلیا کے حوالے سے وہاں موجود رفقاء کی قربانیوں کا بھی ذکر کیا۔ شجاع بھائی نے مدرسین کو بھی تلقین کی کہ بحیثیت مقرر و داعی ان پر تزکیہ قلب و روح کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کام رفقاء آج کر سکتے ہیں اس میں کمی کوتاہی کی خلیج کو کم سے کم کریں جبکہ اقامت دین کی جدوجہد میں جو منازل آنے والی ہیں ان میں بھی جرأت و استقامت انہی دینی فرائض کی بجا آوری سے آئے گی۔

شجاع الدین شیخ کی تقریر کے بعد امیر حلقہ جناب عارف جمال فیاضی نے اختتامی گفتگو کی اور بعض نکات کا اعادہ کرتے ہوئے کچھ وقت اپنے ذاتی احتساب کے لیے نکالنے پر زور دیا۔ آئندہ ہونے والے اجتماعات کی تفصیل بتائی اور مسنون دعا پر اس بابرکت اجتماع کے اختتام کا اعلان کیا۔ (رپورٹ: وقاص احمد)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں

24 تا 26 جنوری 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

24 تا 26 جنوری 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-79

Muslims in India will be targeted like Jews in Germany, ex-Indian SC judge lays bare BJP agenda

Amid rising persecution of minority groups in India, a former judge of India's Supreme Court has issued a chilling warning to Muslims residing in the Hindu-dominated country. Justice (retd) Markandey Katju, who is also an ex-chairman of the Press Council of India, has cautioned that "Muslims in India will be targeted in coming times, like Jews in [Nazi] Germany, as scapegoats".

In a tweet, the former SC judge said the increased oppression of Muslims in India was because the ruling "BJP [Bharatiya Janata Party] has no solution 2 [to] economic crisis, which is worsening".

In an article published in an international magazine, 'The Week', earlier this month, Justice Katju wrote that "India has sown seeds for a large-scale guerrilla war in Occupied Kashmir by stripping the territory of its special status." "The time has come to speak the truth that Kashmir will soon become what Vietnam was for the French and the Americans, Afghanistan for the Russians and Spain for Napoleon."

Repression and persecution in India

Over the past two months, New Delhi's savagely cruel actions against Muslims in Indian Occupied Kashmir (IOK) have dominated global headlines. However, India's persecution of minority groups goes far beyond the geographical limits of the occupied Himalayan territory. Violence and discrimination against minorities – particularly Muslims and Dalits (lower caste Hindus) – have increased exponentially under the watch of the right-wing BJP.

Released in June this year, the US State Department's annual report on religious freedom also raised questions about the Narendra Modi-led government's inability to curb violent attacks on the country's Muslim population. "Mob attacks by violent extremist Hindu groups against minority communities, especially Muslims, continued throughout the year amid rumours that victims had traded or killed cows for beef," said the report which examined attacks on minorities in India during 2018. It said Hindu groups had used "violence, intimidation, and harassment" against Muslims and low-caste Dalits in 2017 to force a religion-based national identity. It also noted reports by non-governmental organisations that the government sometimes failed to act on mob attacks on religious minorities, marginalised communities, and critics of the government. "Despite Indian government statistics indicating that communal violence has increased sharply over the past two years, the Modi administration has not addressed the problem," the report said. The report further said some senior officials from the BJP made "inflammatory speeches" mainly against Muslims, who make up 14 percent of India's 1.3 billion people.

Another report published by the United States highlighted the "downward trend" witnessed in religious freedom in India and accused New Delhi of "engaging in or tolerating religious freedom violations".

The United States Commission on International Religious Freedom (USCIRF) Annual Report 2019 placed India on 'Tier 2' for actions it said "meet at least one of the elements of the systematic, ongoing, egregious standard for designation as a country of particular concern or CPC, under the International Religious Freedom Act (IRFA)". The report stated that "the growth of exclusionary extremist narratives — including, at times, the [Indian] government's allowance and encouragement of mob violence against religious minorities — have facilitated an egregious and ongoing campaign of violence, intimidation, and harassment against non-Hindu and lower-caste Hindu minorities."

"A multifaceted campaign by Hindu nationalist groups like Rashtriya Swayamsevak Sang (RSS), Sangh Parivar, and Vishva Hindu Parishad (VHP) to alienate non-Hindus or lower-caste Hindus is a significant contributor to the rise of religious violence and persecution." It further stated that PM Modi "seldom made statements decrying mob violence, and certain members of his political party have affiliations with Hindu extremist groups and used inflammatory language about religious minorities publicly".

Saffronisation of religious minorities in India

"In 2018, approximately one-third of state governments increasingly enforced anti-conversion and/or anti-cow slaughter laws discriminatorily against non-Hindus and Dalits alike." The report also highlights the rising prevalence of mob violence in India. "Cow protection mobs engaged in violence predominantly targeting Muslims and Dalits, some of whom have been legally involved in the dairy, leather, or beef trades for generations. Mob violence was also carried out against Christians under accusations of forced or induced religious conversion."

"In February 2018, Minister of State at the Ministry of Home Affairs Hansraj Ahir reported to parliament that 111 people were murdered and 2,384 injured in 822 communal clashes during 2017 (as compared to 86 people killed and 2,321 injured in 703 incidents the previous year)," said the annual report. It stated that "police investigations and prosecutions often were not adequately pursued", particularly when cases involved "mobs killing an individual based on false accusations of cow slaughter or forced conversion."

More recently, India has launched a country-wide exercise to identify foreigners illegally residing in the country, and simultaneously adopted the Citizenship Amendment Law to accord Indian citizenship to all Hindu, Sikh, Jain and Buddhist refugees, but not Muslims. This has led to widespread deadly protests throughout India. Modi's government recently concluded a similar exercise — known as the National Register of Citizens (NRC) — in the northeastern state of Assam, where two million people were declared foreigners. "I assure all refugees — Hindu, Sikh, Jain, Buddhist and Christian — that the Government of India would not ask any one of them to leave the country," Home Minister Amit Shah told a seminar in Kolkata.

His comments come amid rising protests from different segments of Indian society against the NRC, which aims to target "illegal Bengalis". In his speech, Shah mentioned several religious minority groups, except for Muslims, lending credence to rising fears of a state-sanctioned drive against Muslims living in India.

Source: ***An artide published in The Express Tribune***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

إنا للہ وإنا إلیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلستان جوہرا کے رفیق جناب محمد ایوب وفات پا گئے۔

☆ حلقہ حیدر آباد، ٹنڈو آدم/نواب شاہ کے 2 مبتدی رفقاء یوسف علی آزاد اور راؤ اشفاق احمد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت یوسف علی (بیٹا): 0304-8190822

برائے تعزیت راؤ اشفاق احمد (بیٹا): 0306-3097831

☆ حلقہ حیدر آباد، قاسم آباد کے حبیب حیدر معاویہ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-3629042

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، مردان کے معتمد محترم سراج اللہ کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-9945031

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے معتمد محترم محمد علی کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-9291863

☆ امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جناب اشتیاق احمد صدیقی کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6300851

☆ رفیق تنظیم اُسرہ ڈی جی خان جناب منصور احمد لغاری کی 5 ماہ کی بچی وفات پا گئی۔

برائے تعزیت: 0333-8586681

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 29 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.2

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore